بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکتوبات احمدیہ جلد چہارم

مکتوبات احمدیہ جلد چہارم میں ان مکتوبات کے اندراج کا ارادہ کیا گیا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف اوقات میں مخالف الرائے علماء اور صوفیاء کو لکھے تھے لیکن ان تمام مخالفین میں سے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے نام اس قدر خطوط ہیں کہ مناسب معلوم ہوا۔ صرف مولوی محمد حسین کے نام کے خطوط کی ایک جداگانہ جلد ترتیب دی جاوے۔ پہلے مجھے بھی ارادہ تھا۔ کہ ان خطوط پر مناسب موقعہ حواشی لکھتا۔ چونکہ پہلی جلدوں میں یہ التزام نہیں کیا گیا۔ اس موقعہ پر بھی میں نے اصل خطوط ہی کو شائع کر دینا مناسب سمجھا ہے جن جملوں یا الفاظ کو میں نے جلی کر دیا ہے۔ وہ پڑھنے والوں کی خاص توجہ چاہتے ہیں۔

علاوہ بریں بعض جگہ میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب کے اُن خطوط کو حاشیہ میں درج کر دوں جن کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گرامی نامہ لکھا ہے۔ ہاں اتنا میں شروع میں عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطوط میں ناظرین دیکھیں گے۔ کہ کس انکساری۔ فروتنی اور محاورہ سے کام لیا گیا ہے۔ اور برخلاف اس کے مولوی محمد حسین کے خطوط میں تیزی اور جوش بیجا ظاہر کیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

جواب نمبر ۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ عاجز کی طبیعت علیل ہے۔ اخویم منشی عبدالحق صاحب کو تاکید فرماویں۔ کہ جہاں تک جلد ممکن ہو۔ معمولی گولیاں ارسال فرمائیں۔ توجہ سے کہدیں۔ افسوس کہ میری علالت طبع کے وقت آپ عیادت کے لئے بھی نہیں آئے۔ اور آپ کے استفسار کے جواب میں صرف "ہاں" کافی سمجھتا ہوں۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد ۵ فروری ۱۸۹۱ء)

جواب نمبر ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی۔ مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اگرچہ خداوند کریم خوب جانتا ہے۔ کہ یہ عاجز اس کی طرف سے مامور ہے۔ اور ایسے امور میں جہاں عوام کے فتنے کا اندیشہ ہے جب تک کامل اور قطعی اور یقینی طور پر اس عاجز پر ظاہر نہیں کیا جاتا ہرگز زبان پر نہیں لاتا۔ لیکن اس میں کچھ حکمت خداوند کریم کی ہوگی کہ ابھی نزول مسیح کے مسئلے میں جس کو اصل اصول اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ اور ایک مسلمان پر اس کی اصل حقیقت کھولی گئی ہے جس پر بوجہ اخوت حسن ظن بھی کرنا چاہئے۔ آں مکرم کو مخالفانہ تحریر کے لئے جوش دیا گیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ آپ کی اس میں نیت بخیر ہوگی۔ اور اگرچہ مجھے آپ کے سوال کی نسبت شکایت ہو۔ اور اس کو دور از دیانت بیان بھی کروں۔ مگر آپ کی نیت کی نسبت مجھے حسن ظن ہے۔ اور آپ کو زمانہ حال کے اکثر علماء بلکہ اگر آپ ناراض نہ ہوں۔ تو بعض الٰہی جد و جہد کے کاموں کے لحاظ سے مولوی نذیر حسین صاحب سے بھی بہتر سمجھتا ہوں۔ اور اگرچہ میں آپ سے ان باتوں کی شکایت کروں تاہم مجھے بوجہ للّٰہی حقوق کے آپ سے محبت ہے۔ اگر میں شناخت نہ کیا جاؤں۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ میرے لئے یہی مقدر تھا۔ مجھے فتح اور شکست سے بھی کچھ تعلق نہیں۔ بلکہ عبودیت

واطاعت سے غرض ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس خلاف میں آپ کی نیت بخیر ہوگی۔ لیکن میرے نزدیک بہتر ہے۔ کہ آپ اوّل مجھ سے بات چیت کرتے اور میری کتابوں کو یعنی رسالہ ثلثہ کو دیکھ کر کچھ تحریر کریں۔ مجھے اس سے کچھ غم اور رنج نہیں کہ آپ جیسے دوست مخالفت پر آمادہ ہوں۔ کیونکہ یہ مخالفت رائے بھی حق کے لئے ہوگی۔ کل میں نے اپنے بازو پر یہ لفظ اپنے تئیں لکھتے ہوئے دیکھا۔ کہ میں اکیلا ہوں اور خدا میرے ساتھ ہے۔ اور اس کے ساتھ مجھے الہام ہوا۔ ان معی ربی سیھدین۔ سو میں جانتا ہوں۔ کہ خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کوئی حجت ظاہر کر دے گا۔ میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ مگر منع ہے۔ کہ جو آپ کے لئے مقدر ہے۔ وہ سب آپ کے ہاتھ سے پورا ہو جائے۔ حضرت موسےٰ کی جو آپ نے مثل لکھی ہے۔ اشارۃ النص پایا جاتا ہے۔ کہ ایسا نہیں کرنا چاہئیے۔ جیسا کہ موسیٰ نے کیا۔ اس قصّے کو قرآن شریف میں بیان کرنے سے غرض بھی یہی ہے۔ کہ تا آئندہ حق کے طالب معارف روحانیہ اور عجائبات مخفیہ کے کھلنے کے شائق ہیں۔ حضرت موسیٰ کی طرح جلدی نہ کریں۔ حدیث صحیح بھی اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اب مجھے آپ کی ملاقات کے لئے صحت حاصل ہے۔ اگر آپ پٹیالے میں آجائیں۔ تو اگرچہ میں بیمار ہوں۔ اور دوران سر اس قدر ہے۔ کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی۔ تاہم افتاں وخیزاں آپ کے پاس پہنچ سکتا ہوں۔ بقول رنگین ؎

وہ نہ آوے تو تو ہی چل رنگین ۔ اس میں کیا تیری شان جاتی ہے

ازالۃ الاوہام ابھی چھپ کر نہیں آیا۔ فتح اسلام اور توضیح المرام ارسال خدمت ہیں۔

(الراقم غلام احمد از قادیان)

جواب نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محبت نامہ پہنچا۔ چونکہ آں مکرم عزم پختہ کر چکے ہیں۔ تو پھر میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اس عاجز کی طبیعت بیمار ہے۔ دوران سر اور ضعف بہت ہے۔ ایسی طاقت نہیں۔ کہ کثرت سے بات کروں جس حالت میں آں مکرم کسی طور سے اپنے ارادہ سے باز نہیں رہ سکتے۔ اور ایسا ہی یہ عاجز اس بصیرت اور علم سے اپنے تئیں نابینا نہیں کر سکتا جو حضرت احدیت جل شانہٗ نے بخشا ہے۔ اس صورت میں گفتگو عبث ہے۔ رسالہ ابھی کسیقدر باقی ہے۔ ناقص کو میں بھیج نہیں سکتا۔ اس جگہ آنے کے لئے آں مکرم کو یہ عاجز تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ مگر ۲۶ فروری ۱۸۹۱ء کو یہ عاجز انشاء اللہ القدیر لودیانہ کے ارادہ سے بٹالہ میں پہنچیگا۔ وہاں صرف آپ کی ملاقات کرنے کا شوق ہے۔ گفتگو کی ضرورت نہیں اور یہ عاجز للہ آپکے ان الفاظ کے استعمال سے جو مخالفانہ تحریر کی حالت میں کبھی حد سے بڑھ جاتے ہیں۔ یا اپنے بھائی کی تذلیل اور بدگمانی تک نوبت پہنچاتے ہیں معاف کرتا ہے۔ واللہ علی ما اقول شہید۔

چند روز کا ذکر ہے۔ کہ پرانے کاغذات کو دیکھتے دیکھتے ایک پرچہ نکل آیا۔ جو میں نے اپنے ہاتھ سے بطور یادداشت کے لکھا تھا۔ اس میں تحریر تھا۔ کہ یہ پرچہ ۵ جنوری ۱۸۸۸ء کو لکھا گیا ہے۔ مضمون یہ تھا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب نے کسی امر میں مخالفت کر کے کوئی تحریر چھپوائی ہے۔ اور اس کی سرخی میری نسبت "کمینہ" رکھی ہے۔ معلوم نہیں ان کے کیا معنے ہیں۔ اور وہ تحریر پڑھ کر کہا ہے۔ کہ آپ کو میں نے منع کیا تھا۔ پھر آپنے کیوں ایسا مضمون چھپوایا۔ ھذا ما رأیت واللہ اعلم بتاویلہ۔

چونکہ حتی الوسع خواب کی تصدیق کے لئے کوشش مسنون ہے اس لئے میں آں مکرم کو منع کرتا ہوں۔ کہ آپ اس ارادہ سے دست کش رہیں۔ خدائیتعالے خوب جانتا ہے۔ کہ میں اپنے دعوے میں صادق ہوں۔ اور اگر صادق نہیں۔ تو پھر ان یک کاذبا کی تہدید پیش آنیوالی ہے۔ لا تقف ما لیس لک بہ علم ولا تدخل نفسک فیما لا تعلم حقیقتہ یا اخی وافوض امری الی اللہ تؤتک اجر صبرک یا اخی وانا انظر الی السماء وارجو تائید اللہ واعلم من اللہ ما لا تعلمون والسلام

علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

حضرت اخویم محبی فی سبیل اللہ مولوی حکیم نور الدین۔ اور آں مکرم کی تحریرات میں یہ عاجز دخل دینا نہیں چاہتا۔

(خاکسار غلام احمد)

جواب نمبر ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی - از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ۔ بعدہ بخدمت محبی اخویم مکرم ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا چونکہ یہ عاجز اپنی دانست میں ناتمام مضمون ازالۃ الاوہام کا آں مکرم کو دکھلانا مناسب نہیں سمجھتا اس لئے اجازت نہیں دے سکتا۔ مگر اس عاجز کی رائے میں صرف بیس پچیس روز تک رسالہ ازالۃ الاوہام چھپ جائیگا۔ کچھ بہت دیر نہیں ہے۔ پھر انشاء اللہ القدیر سب سے پہلے یہ عاجز آں مکرم کی خدمت میں بھیجدیگا۔ آں مکرم کو معلوم ہو گا۔ کہ درحقیقت ان رسالوں میں کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا گیا۔ بلکہ بلا کم و بیش یہ وہی دعویٰ ہے جس کا براہین احمدیہ میں بھی ذکر ہو چکا ہے جسکی آں مکرم نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں اکمل طور پر تصدیق کر چکے ہیں۔ پھر متعجب ہوں۔ کہ اب پھر دوسری مرتبہ آں مکرم کو دیکھنے کی حاجت ہی کیا ہے۔ کیا وہی کافی نہیں۔ جو پہلے آں مکرم اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۷ میں تحریر فرما چکے ہیں جبکہ اول سے آخر تک وہی دعویٰ وہی مضمون وہی بات ہے۔ تو پھر آپ جیسے محقق کی نگاہ میں شبہ معلوم ہو۔ کسقدر تعجب ہے۔

یہ عاجز رسالہ ازالۃ الاوہام میں آں مکرم کے ریویو کی بعض عبارتیں درج بھی کر چکا ہے۔ اس عاجز نے جو ۵ جنوری ۱۸۸۶ء کو خواب دیکھی تھی۔ اس کی سُرخی "کمینہ" تھا جس کی حقیقت مجھے معلوم نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پھر بھی میں آں مکرم کو للہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس سماوی امر میں آپ کا دخل دینا مناسب نہیں۔ مثیل مسیح کا دعویٰ کوئی امر عند الشرع مستبعد نہیں۔

اگر آپ ناراض نہوں۔ تو اس عاجز کی دانست میں اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مقابل آپکی تحریر میں کسی قدر سختی تھی۔ خدا تعالیٰ انکسار اور تذلل کو پسند کرتا ہے۔ اور علماء کے اخلاق اپنے بھائیوں کے ساتھ سب سے اعلیٰ درجے کے چاہئیں جس دین کی حمایت اور ہمدردی کے لئے دن رات کوششیں ہو رہی ہیں۔ وہ کیا ہے؟ صرف یہی کہ اللہ اور رسول کی منشاء کے موافق ہمارے جمیع اقوال و افعال و حرکات سکنات ہو جائیں۔

میرے خیال میں اخلاق کے تمام حصوں میں سے جسقدر خدا تعالیٰ تواضع اور فروتنی اور انکسار اور ہر ایک ایسے تذلل کو جو منافی نخوت ہے پسند کرتا ہے۔ ایسا کوئی شعبہ خلق کا اس کو پسند نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ایک سخت بددین ہندو سے اس عاجز کی گفتگو ہوئی۔ اور اس نے حد سے زیادہ تحقیر دین متین کے الفاظ استعمال کئے۔ غیرت دینی کی وجہ سے کسیقدر اس عاجز نے واغلظ علیہم پر عمل کیا۔ مگر چونکہ وہ ایک شخص کو نشانہ بنا کر درشتی کی گئی تھی۔ اسلئے الہام ہوا۔ کہ **تیرے بیان میں سختی بہت ہے رفق چاہئیے رفق**۔ اور اگر ہم انصاف سے دیکھیں۔ تو ہم کیا چیز اور ہمارا علم کیا چیز مگر سمندر میں ایک چڑیا منقار مارے۔ تو اس سے کیا کم کریگی۔ ہمارے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ جیسے ہم درحقیقت خاکسار ہیں۔ خاک ہی بنے رہیں۔ جبکہ ہمارا مولیٰ ہم سے تکبر اور نخوت پسند نہیں کرتا۔ تو کیوں کریں۔ ہمارے لئے ایسی عزت سے بے عزتی بہتر ہے جس سے ہم مورد عتاب ہو جائیں۔

آپ کی تحریر اگر اس طرح پر ہوتی کہ جسقدر خداوند تعالیٰ نے میرے پر کھولا ہے۔ اگر آپ مہربانی فرما کر ملیں یا میں ملوں تو بیان کرونگا۔ تو کیا اچھا ہوتا۔

یہ قاعدہ ہے کہ جس حالت اور دل سے انسان کے منہ سے الفاظ نکلتے ہیں۔ وہی رنگ مخاطبین کی طرف آتا ہے۔

میں نے اس فیصلہ میں مولوی نورالدین صاحب کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ اور محض للہ آں مکرم کی خدمت میں عرض کی گئی ہے۔ اس عاجز کو پختہ طور پر معلوم نہیں کہ کس تاریخ اس جگہ سے یہ عاجز روانہ ہو بعض موانع پیش آگئے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک ہفتہ کے اندر اندر روانہ ہو جاؤں اس صورت میں بالفعل ملاقات مشکل معلوم ہوتی ہے لہذا اطلاعاً آپ کی خدمت میں لکھتا ہوں کہ اس عاجز کے لئے بٹالہ میں تشریف نہ لاویں۔ کیونکہ کوئی پختہ معلوم نہیں جس وقت خدا تعالیٰ چاہے گا ملاقات ہو جائیگی۔ والسلام۔ از خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۳ فروری ۱۸۸۸ء

جواب نمبر ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ۔ مخدومی اخویم مولوی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آج لدھیانہ میں آپ کا محبت نامہ مجھکو ملا ۔ بظاہر مجھے گفتگو میں کچھ فائدہ معلوم نہیں دیتا ۔ مجھے خداتعالیٰ نے ایک علم بخشا ہے جس کو میں چھوڑ نہیں سکتا ایسا ہی آپ بھی اپنی رائے کو چھوڑنے والے نہیں مجھے ایک ایسا سبیل بخشا گیا ہے جو معرض بحث میں نہیں آسکتا ۔ ولیس الخبر کالمعاینہ ہاں اس نیت سے میں مجلس علما میں حاضر ہو سکتا ہوں کہ شاید خداتعالےٰ حاضرین میں سے کسی کے دل کو اس سچائی کی طرف کھینچے جو اس نے اس عاجز پر ظاہر کی ہے سو اگر شرائط مندرجہ ذیل آپ قبول فرمادیں تو میں حاضر ہو سکتا ہوں

(۱) اس مجمع میں حاضر ہونے والے صرف چند ایسے مولوی صاحب ہوں جو مدعی کا حکم رکھتے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے بجز اس صورت کے ہرگز راضی نہیں ہو سکتے کہ میں ان کے خیالات و اجتہادات کا اتباع کرلوں اور میری طرف سے بار بار ان کو یہی جواب ہے کہ اِنَّ ہُدَی اللہِ ہُوَ الہُدیٰ اگر یہ مجمع کسی قدر عام مجمع ہوگا اور ہر ایک مذاق اور طبیعت کے آدمی اس میں ہوں گے تو شاید کوئی دل حق کی طرف توجہ کرے اور مجھے اس کا ثواب ملے سو میں چاہتا ہوں کہ یہ مجلس صرف چند مولوی صاحبوں میں محدود نہ ہو۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ یہ بحث جو محض اظہار الحق ہوگی تحریری ہو کیونکہ بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ صرف زبانی باتیں کرنا آخر منجر بفتنہ ہوتی ہیں

اور بجز حاضرین کے دوسروں کو ان کی نسبت رائے لگانے کا موقعہ نہیں دیا جاتا اور کیسی ہی عمدہ اور محققانہ باتیں ہوں جلدی بھول جاتی ہیں اور جن لوگوں کو غلو یا دروغ بیانی کی عادت ہے خواہ وہ کسی گروہ کے ہیں ان کو جھوٹ بولنے کے لئے بہت سی گنجائش نکل آتی ہے کوئی شخص محنت او ٹھاکر اور ہر ایک قسم کے اخراجات سفر کا متحمل ہو کر اور بہت سی سفر خواری کرنے کے بعد کب روا رکھ سکتا ہے کہ غیر متعلم فریق کیوجہ

سے تمام محنت اس کی ضائع جائے۔ اور طالب حق کو اس کی تقریر سے فائدہ پہونچ سکے۔ سو تحریری بحث کا ہونا ایک شرط ہے۔

(۳) اس مجمع بحث میں وہ الہامی گروہ بھی ضرور شامل چاہیئے جنہوں نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اس عاجز کو جہنمی ٹھہرایا ہے۔ اور ایسا کافر جو ہدایت پذیر نہیں ہو سکتا۔ اور مباہلہ کی درخواست کی ہے۔ الہام کی رو سے کافر اور ملحد ٹھہرانے والے تو میاں مولوی عبدالرحمن لکھوکے والے ہیں۔ اور جہنمی ٹھہرانے والے میاں عبدالحق غزنوی ہیں۔ جنکے الہامات کے مصدق پیر و میاں مولوی عبدالجبار ہیں۔ سو ان تینوں کا جلسہ بحث میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ تاکہ مباہلہ کا بھی ساتھ ہی قضیہ طے ہو جائے۔ اور اگر مولوی صاحب باہم مسلمانوں کے مباہلہ کو صورت پیش آمدہ میں ناجائز قرار دیویں۔ تو مباہلہ بھی اسی مجلس میں ہو جائے۔ کیونکہ یہ عاجز اکثر بیمار رہتا ہے۔ بار بار سفر کی طاقت نہیں۔

(۴) یہ کہ تحریری بحث کے لئے تمام مخالف الرائے مولوی صاحبوں کی طرف سے آپ منتخب ہوں۔ کیونکہ یہ عاجز نہیں چاہتا۔ کہ خواہ نخواہ بعض طعن اور تو تو میں میں متفرق لوگوں کا سنے۔ ایک مہذب اور شائستہ آدمی تحریری طور پر سوالات پیش کرے۔ کہ اس عاجز کے اس دعویٰ میں جسکے (الہام الٰہی پر بنا ہے۔ کیا خرابیاں ہیں۔ اور کیا وجہ ہے۔ کہ اس کو قبول نہ کیا جاوے۔ سو اس عاجز کی دانست میں اس کام کے لئے آپ سے بہتر اور کوئی نہیں۔

(۵) یہ آپ کا اختیار ہے۔ کہ جس تاریخ میں آپ گنجائش سمجھے مجھے اور اخویم مولوی نورالدین صاحب کو اطلاع دیں۔ چونکہ یہ عاجز بیمار ہے۔ اور مرض سخت دوران سر سے لاچار اور ضعیف بہت ہے۔ اس لئے اخویم مولوی نورالدین صاحب کا شامل آنا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اگر خدانخواستہ اس عاجز کی طبیعت زیادہ علیل ہو جائے جیسا کہ اکثر دورہ مرض کا ہوتا رہتا ہے۔ اور زیادہ بات کرنے سے سخت دورہ مرض کا ہوتا ہے۔ اس صورت میں مولوی صاحب موصوف حسب منشاء اس عاجز کے مناسب وقت کارروائی کر سکتے ہیں۔

(۶) اگر آپ ہندوستان کی طرف سفر کرنا چاہتے ہیں۔ تو لدھیانہ راہ میں ہے۔ کیا بہتر نہیں کہ لدھیانہ میں ہی یہ مجلس قرار پا جائے یہ عاجز بیمار ہے۔ حاضری سے عذر کچھ نہیں۔ مگر ایسی صورت میں

مجھے بیماری کی حالت میں شدائد سفر اٹھانے سے امن رہے گا
ورنہ جس جگہ غزنوی صاحبان اور مولوی عبد الرحمٰن (اس عاجز کو ملحد اور کافر قرار دینے
والے) یہ جلسہ منعقد ہونا مناسب سمجھیں تو اسی جگہ یہ عاجز حاضر ہو سکتا ہے والسلام
مکرر یہ کہ ۱۶ مارچ ۱۸۹۱ء تاریخ جلسہ مقرر ہو گئی ہے اور یہ قرار پایا ہے کہ بمقام امرتسر
یہ جلسہ ہو۔ اشتہارات عام طور پر اپنے واقف کاروں میں یہ عاجز شائع کر دے گا
ایسا ہی آپ کو بھی اختیار ہے آپ بواپسی ڈاک جواب سے مطلع فرماویں کہ جواب
کا انتظار ہے

خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج مکان شہزادہ غلام حیدر ۸ مارچ ۱۸۹۱ء

نمبر ۶

بخدمت مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت
نامہ پہنچا اس عاجز کے لئے بڑی مشکل کی بات یہ ہے کہ طبیعت اکثر دفعہ ناگہانی
طور پر ایسی علیل ہو جاتی ہے کہ موت سامنے نظر آتی ہے اور کچھ کچھ علالت تو دن
رات شامل حال ہے اگر زیادہ گفتگو کروں تو دورہ مرض شروع ہو جاتا ہے اگر
زیادہ فکر کروں تو وہی دورہ شامل حال ہے چونکہ آپ کا آخری خط آیا معلوم ہوتا
تھا کہ گویا بشمولیت مولوی عبد الجبار صاحب لکھا گیا ہے اس لئے جواب اس طرز سے
لکھا گیا تھا یہ عاجز بغلبہ مرض سے بالکل نکما ہو رہا ہے یہ طاقت کہاں ہے کہ مباحث
تقریری یا تحریری شروع کروں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تینوں رسالے لکھے گئے
اور وہ بھی اس طرح سے کہ اکثر دوسرا شخص اس عاجز کی تقریر کو لکھتا گیا اور نہایت کم اتفاق
ہوا کہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھا ہو اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ عبارت کو عمدگی سے درست
کر دیا جاوے آپ کے معلومات حدیث میں بہت وسیع ہیں یہ عاجز ایک امی اور جاہل
آدمی ہے نہ عبادت ہے نہ ریاضت نہ علم نہ لیاقت غرض کچھ بھی چیز نہیں خدا تعالیٰ
کی طرف سے ایک امر تھا اور قطعی اور یقینی تھا اس عاجز نے پہنچا دیا ماننا نہ ماننا ہر ایک

اپنی رائے اور سمجھ پر موقوف ہے درحقیقت میرے لیئے یہ کافی تھا کہ میں صرف
الہام الٰہی کو ظاہر کرتا لیکن میں نے اپنے رسالوں میں قال اللہ اور قال الرسول کا بیان
اس لیئے کچھ مختصر سا کر دیا ہے کہ شاید لوگ اس سے نفع اٹھا دیں مجھے اس سے
کچھ بھی انکار نہیں کہ خدا تعالیٰ آئندہ کسیکو اس کی روحانی حالت کے لحاظ سے درحقیقت
مسیح بنا کر دمشق کی شرقی طرف اسی طور سے اتار دے جیسے مسافر ایک جگہ سے دوسری
جگہ جا اترتے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ اس زمانے میں دجال بھی ہو حضرت مہدی بھی ہوں اور
پھر اسلام میں سیفی طاقت پیدا ہو جائے اور تمام لوگ مسلمان ہو جاویں مگر جو خدا تعالیٰ
نے اس عاجز پر کھولا ہے صرف اتنا ہے کہ یہ عاجز روحانی طور پر مثیل مسیح ہے اور روحانی
طور پر موعود بھی ہے اور نیز یہ کہ کوئی مسیح آسمان سے خاکی وجود کے ساتھ اترنے والا
نہیں۔ ظلی اور مثالی طور پر مسیح کے آنے سے مجھے انکار نہیں بلکہ ایک کیا ایک ہزار مسیح
بھی کہا جائے تو میرے نزدیک ممکن ہے میرے نزدیک احادیث صحیحہ ([illegible]) حقیقی طور
پر مسیح کے اترنے کے بارے میں وہ زور نہیں دیتیں جو آجکل کے علما خیال کر رہے ہیں
ہیں مسیح کا اترنا سچ مگر ظلی اور مثالی طور پر۔

مولوی عبد الرحمٰن صاحب اپنے الہامات کے حوالہ سے اس عاجز کو ضال و مضل قرار
دے چکے ہیں اور ایسا کافر کہ جسکو کبھی ہدایت نہیں ہوگی اور میاں عبد الحق غزنوی
بھی اپنے الہام کے حوالہ سے اس عاجز کو جہنمی قرار دے چکے ہیں اور مولوی عبد الجبار
صاحب فرماتے ہیں کہ جو کچھ میاں عبد الحق صاحب کے الہام ہیں میں ان پر ایمان لاتا
ہوں کہ وہ صحیح اور درست ہیں اب آپ کے کہنے سے وہ کیا سمجھیں گے اور آپ انہیں کیا
سمجھائیں گے یہ خدا تعالےٰ کا کام ہے جس طرح چاہے گا اس کی راہ پیدا کر
دے گا اگر آپ کی ملاقات ہو تو میں خوشی سے چاہتا ہوں مگر آپ کے آنے کا
کرایہ میرے ذمے رہے میں آپ کو مالی تکلیف دینی نہیں چاہتا یہ بہتر ہے کہ آپ اس
جگہ آجائیں بہرحال ملاقات کی خوشی تو اس بیماری کی حالت میں ہوگی۔ ازالہ اوہام عنقریب
[illegible] والسلام (غلام احمد)

نمبر ۷

محبی و فضلی۔ مخدومی مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپ کا خط آج کی ڈاک میں
مجھکو ملا اور اس کے پڑھنے سے مجھکو بہت ہی افسوس ہوا کہ آپ مکالمات الٰہیہ کے
امر کو لہو ولعب میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ اس عاجز نے براہین احمدیہ کے صفحہ
۴۹۸ و ۴۹۹ میں اس ظاہری عقیدے کی پابندی سے جو مسلمانوں میں مشہور ہے یہ عبارت
لکھی ہے کہ یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین
اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا چونکہ اس عاجز کو حضرت مسیح سے **مشابہت تامہ ہے**
اس لئے خداوند کریم نے مسیح کی پیشگوئی میں ابتداء سے اس عاجز کو شریک رکھا ہے فقط
لیکن ان عبارتوں کو اس امر کے لئے دستاویز ٹھہرانا کہ براہین میں اول یہ اقرار ہے اور
پھر اس کے مخالف یہ دعویٰ ہے کیا خیال سراسر غلط اور دور از حقیقت ہے

اے میرے عزیز دوست اس عاجز کے اس دعوے کی جو فتح اسلام میں شائع کیا گیا ہے بجز
علم اور عقل پر بنا نہیں تا ان دونوں بیانات میں بوجہ اتحاد بنا صورت تناقض پیدا ہو بلکہ براہین
کی مذکورہ بالا عبارتیں تو صرف اس ظاہری عقیدے کے رو سے ہیں جو سرسری طور پر عام طور
پر اس زمانہ کے مسلمان جانتے ہیں اور اس دعوے کی بنا الہام الٰہی اور وحی ربانی پر ہے پھر
تناقض کے کیا معنے ہیں۔ میں خود یہ مانتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں کہ جب تک خداتعالیٰ کسی امر پر
بذریعہ اپنے خاص الہام کے مجھے آگاہ نہ کرے میں خود بخود آگاہ نہیں ہو سکتا اور یہ امر میرے لئے
کچھ خاص نہیں اس کی نظیریں انبیا کی سوانح میں بہت ہیں ملہم لوگ بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے لا علم
لنا الا ما علمتنا ہے بلکہ خداتعالیٰ کا سمجھانا بھی جب تک صاف طور پر نہ ہو انسان ضعیف
البنیان اس میں بھی دھوکا کھا سکتا ہے

فذهب وهلی کی حدیث آپکو یاد ہی ہوگی

اب خداتعالیٰ نے فتح اسلام کی تالیف کے وقت مجھے سمجھایا تب میں سمجھا اس سے پہلے کوئی
اس بارے میں الہام نہیں ہوا کہ درحقیقت وہی مسیح آسمان سے اتر آئیگا اگر ہے تو آپ پیش کرنا
چاہیئے ہاں یہ عاجز روحانی طور پر مثیل موعود ہونے کا براہین میں دعویٰ کر چکا ہے چنانچہ

اسی مسئلہ میں موعود ہونے کی نسبت یہ اشارہ ہے صدق اللہ و رسولہ چونکہ اپنے
ریویو میں اس دعوے کا رد نہیں کیا اس لئے میں نے اس معرض بیان میں سکوت اختیار
کر لئے۔ اگرچہ ایمانی طور پر نہیں۔ مگر امکانی طور پر مان لیا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس عاجز نے خدا تعالیٰ سے الہام پاکر براہین احمدیہ میں ابن
مریم کے موعود یا غیر موعود ہونے کے بارہ کچھ بھی ذکر نہیں کیا صرف ایک مشہور عقیدہ کے طور
سے ذکر دیا تھا آپ کو اس جگہ اس بحث کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔۔

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بعض احکام میں جب وحی نازل نہیں ہوتی تھی انبیائے
بنی اسرائیل کی سنن مشہورہ کا اقتداء کیا کرتے تھے اور وحی کے بعد جب کچھ مخالفت پاتے
تھے تو چھوڑ دیتے تھے اسکو تو ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے آپ جیسے فاضل کیوں نہیں سمجھیں گے
مجھے نہایت تعجب ہے کہ آپ یہی طریق انصاف پسندی کا قرار دیتے ہیں کیا اس عاجز نے
کسی جگہ دعوے کیا ہے کہ میرا ہر ایک نطق وحی اور الہام میں داخل ہے اگر آپ طریق فیصلہ سے
اسی کو بہتر سمجھتے ہیں تو بسم اللہ میرے رسالہ کا جواب لکھنا شروع کیجئے آخر حق کو فتح ہوگی

میں نے آپکو ایک صلاح دی تھی کہ عام جلسہ علماء کا بمقام امرتسر منعقد ہو اور ہم دونوں حسبتہً للہ و
للّٰہیت اس جلسہ میں تحریری طور پر اپنی اپنی وجوہات بیان کریں اور پھر وہی وجوہات حاضرین
کو پڑھ کر سنا دیں اور وہی آپ کے رسالہ میں چھپ جائیں دور نزدیک کے لوگ خود دیکھ لیں گے
جس حالت میں آپ اس کام کے لئے ایسے سرگرم ہیں کہ کسی طرح رکنے میں نہیں آتے اور جب تک
اشاعۃ السنہ میں عام طور پر اپنے مخالفانہ خیال کو شائع نہ کر دیں صبر نہیں کر سکتے تو کیا اس تحریری
مباحثہ میں کسی فریق کی کسر شان ہے

میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس جلسہ میں خاکساری کیساتھ متواضع ہو کر حاضر ہو جاؤں گا اور اگر کوئی ایسی
سخت دشنامی بھی کرے جو انتہا تک پہنچ گئے ہو تو میں اس پر بھی صبر کروں گا اور بہت
نرمی سے تحریر کروں گا خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے
اگر آپ مجھے اب بھی اجازت دیں تو میں اشتہارات سے اس جلسہ کے لئے عام طور پر خبر کر دوں۔ اب
میری دانست میں خفیہ طور پر آپکا مجھ سے ذکر کرنا مناسب نہیں جب آپ بہرحال اشاعت پر مستعد ہیں

تو محض للہ اس طریق کو منظور کریں وما قول الّا اللہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکسار غلام احمد از لودھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۴ / مارچ ۱۸۹۱ء

نمبر ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی از عاید باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و ایدہ بخدمت اخویم مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کا تار جس میں یہ لکھا تھا کہ تمہارے وکیل بھاگ گئے انکو لوٹا دو۔ یا آپ آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے پہنچا۔ اے عزیز شکست اور فتح خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جسکو چاہتا ہے فتح مند کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے شکست دیتا ہے کون جانتا ہے کہ واقعی طور پر فتح مند کون ہونیوالا ہے اور شکست کھانے والا کون ہے جو آسمان پر قرار پا گیا ہے وہی زمین پر ہوگا گو دیر سے ہی سہی لیکن اس عاجز کو تعجب ہے کہ آپ نے کیونکر یہ گمان کر لیا اخی مکرمی اللہ مولوی حکیم نورالدین صاحب آپ سے بھاگ کر چلے آئے آپ نے انکو کب بلایا تھا کہ تا وہ آپ سے اجازت مانگ کر آتے اصل بات تو اسقدر تھی کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے مولوی صاحب ممدوح کی خدمت میں خط لکھا تھا کہ مولوی عبدالرحمن اسجگہ آئے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کو دو تین روز کے لئے ٹھہرا لیا ہے تا کہ ان کے روبرو ہم بعض شبہات اپنے آپ سے دور کرا لیں اور یہ بھی لکھا کہ ہم اس مجلس میں مولوی محمد حسین صاحب کو بھی بلا لیں گے چنانچہ مولوی صاحب موصوف حافظ صاحب کے اصرار کی وجہ سے لاہور میں پہنچے اور منشی امیرالدین صاحب کے مکان پر اترے اور اس تقریب پر حافظ صاحب نے اپنی طرف سے آپ کو بھی بلا لیا تھا۔ مولوی عبدالرحمن صاحب تو عین تذکرہ میں اٹھ کر چلے گئے اور جن صاحبوں نے آپ کو بلایا تھا بقول ان کے مولوی صاحب کے آگے بیان کیا کہ ہمیں مولوی محمد حسین صاحب کا طریق بحث پسند نہیں آیا یہ سلسلہ تو دو برس تک بھی ختم نہیں ہوگا۔ آپ خود ہمارے سوالات کا جواب دیجئے۔ ہم مولوی محمد حسین صاحب کے آنے کی ضرورت نہیں دیکھتے اور نہ انہوں نے آپکو بلایا ہے تب جو کچھ ان لوگوں نے پوچھا مولوی صاحب موصوف نے بخوبی ان کی تسلی کردی۔ یہاں تک کہ تقریر ختم ہونے کے بعد حافظ محمد یوسف صاحب نے بانشراح صدر آواز

سے کہا کہ اب ہمارے حاضرین میری تو من کل الوجوہ تسلی ہوگئی اور میرے دل میں نہ کوئی شبہ اور
نہ کوئی اعتراض باقی ہے پھر بعد اس کے یہی تقریر منشی عبد الحق صاحب و منشی امیر دین صاحب
اور مرزا امان اللہ صاحب نے کی اور بہت خوش ہو کر ان سب نے مولوی صاحب کا شکریہ ادا
کیا اور تہ دل سے قائل ہو گئے کہ اب کوئی شک باقی نہیں اور مولوی صاحب کو یہ کہکر رخصت
کیا کہ ہم نے محض اپنی تسلی کرانے کے لئے آپ کو تکلیف دی تھی سو ہماری بکلی تسلی ہوگئی
آپ بلا حرج تشریف لے جائیے سو انہوں نے ہی بلایا اور انہوں نے ہی رخصت کیا آپ کا
تو درمیان قدم ہی نہ تھا پھر آپ کا یہ جوش جو تار کے فقرات سے ظاہر ہوتا ہے کس قدر بیمحل ہے
آپ خود انصاف فرماویں جبکہ ان سب لوگوں نے یہ کہدیا کہ اب ہم مولوی محمد حسین صاحب
کو بلانا نہیں چاہتے ہماری تسلی ہوگئی اور وہی تو تھے جنہوں نے مولوی صاحب کو لدھیانہ سے
بلایا تھا تو پھر مولوی صاحب آپ سے کیوں اجازت مانگتے کیا آپ نہیں سمجھ سکتے ہم اور اگر آپ
کی یہ خواہش ہے کہ بحث ہونی چاہیے جیسا کہ آپ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں تو یہ
عاجز بسر و چشم حاضر ہے مگر تقریری بحثوں میں صدہا طرح کا فتنہ ہوتا ہے صرف تحریری بحث
چاہیے اور وہ یوں ہو کہ مساوی طور پر چار ورق کاغذ پر آپ جو چاہیں لکھ کر پیش کریں اور
لوگوں کو بآواز بلند سنا دیں اور ایک نقل اس کی اپنے دستخط سے مجھے دیدیں پھر بعد اس کے
میں بھی چار ورق پر اس کا جواب لکھوں اور لوگوں کو سنا دوں ان دونوں پرچوں پر بحث
ختم ہو جائیگی اور فریقین میں سے کوئی ایک کلمہ تک تقریری طور پر اس بحث کے بارہ میں منہ کے
نہ نکالے جو تحریر میں ہو اور پرچے صرف دو ہوں اول آپ کی طرف سے ایک جو تقریر جسمیں آپ
میرے مسیح موعود کردہ دعوے کا قرآن کریم اور حدیث کی رو سے رد لکھیں اور پھر دوسرا پرچہ جو ورقہ
کی تقریر کا میری طرف سے ہو جسمیں میں اللہ جلشانہ کے فضل و توفیق سے رد الرد لکھوں
اور بس انہیں دونوں پرچوں پر بحث ختم ہو جائے اگر آپ کو ایسا منظور ہو تو میں لاہور میں آ سکتا
ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ امن قایم رکھنے کے لئے انتظام کرا دونگا یہی آپ کے رسالہ کا
بھی جواب ہے اب اگر آپ نہ مانیں تو پھر آپ کی طرف سے گریز تصور ہوگی

راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۱۲ اپریل ۱۸۹۱ء

مگر یہ کہ جسقدر ورق لکھنے کے لئے آپ پسند کریں اسیقدر اوراق پر لکھنے کی مجھے اجازت دیجائے لیکن یہ پہلے سے جلسہ میں تصفیہ پا جانا چاہئے کہ آپ اس قدر اوراق لکھنے کے لئے کافی سمجھتے ہیں اور آن مکرم اسبات کو خوب یاد رکھیں کہ یہ پرچے صرف دو ہوں گے اول آپکی طرف سے ان دونوں بیانات کا رد ہوگا جو میں نے لکھا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں اور نیز یہ کہ حضرت مسیح ابن مریم درحقیقت وفات پا گئے ہیں بعد اس رد کے رد الرد کے لئے میری طرف سے تحریر ہوگی غرض پہلے آپ کا یہ حق ہوگا کہ جو کچھ ان دعاوی کے بطلان کے لئے آپکے پاس ذخیرہ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ موجود ہے وہ آپ پیش کریں پھر جسطرح خدا تعالے چاہیگا یہ عاجز اسکا جواب دیگا اور بغیر اس طریق کے جس کے انصاف پر بنا اور نیز امن رہنے کے لئے احسن انتظام ہے اور کوئی طریق اس عاجز کو منظور نہیں اگر یہ طریق منظور نہ ہو تو پھر ہماری طرف سے یہ آخری تحریر تصور فرماویں اور خود بھی خط لکھنے کی تکلیف روا نہ رکھیں اور بحالت انکار ہرگز کوئی تحریر یا کوئی خط میری طرف نہ لکھیں اگر پوری اور کامل طور پر بلا کم وبیش میری رائے ہی منظور ہو تو صرف اس حالت میں جواب تحریر فرماویں ورنہ نہیں ٭

آج بھوپال سے ایک کارڈ مرقومہ ۹ اپریل ۱۸۹۱ء اخویم مولوی محمد احسن صاحب مہتمم معارف ریاست پڑھ کر آپکے اخلاق کریمانہ اور مہذبانہ تحریر کا نمونہ معلوم ہو گیا آپ اپنے کارڈ میں فرماتے ہیں کہ میں نے مرزا غلام احمدؐ کے اس دعویٰ جدید کی اپنے ریویو میں تصدیق نہیں کی بلکہ اس کی تکذیب خود براہین میں موجود ہے آپ بلا دیت مرزا پر ایمان لے آئے آپ ذرا ایک دفعہ آنکھیں کھول کر دیکھ تو لیں تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ کا اشاعت السنہ میں اب ثابت ہوجائیگا کہ یہ شخص ملہم نہیں ہے فقط حضرت مولوی صاحب من آنم کہ من دانم۔ آپ جہانتک ممکن ہے ایسے الفاظ استعمال کیجئے میں کیسا ہوں اور میری شان کیا ہے بیشک آپ جو چاہیں لکھیں اور اس وعدہ تہذیب کی پرواہ نہ رکھیں جسکو آپ چھاپ چکے ہیں۔ ربی یسمع ویری

والسلام علی من اتبع الھدیٰ   خاکسار غلام احمدؐ

آج ۱۲ اپریل ۱۸۹۱ء کو آپ کی خدمت میں خط بھیجا گیا ہے اور ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپکے جواب کے انتظار رہیں گے اگر ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء تک آپ کا جواب نہ پہنچا تو یہی خط

آپ کے رسالہ کے جواب میں کسی اخبار میں شائع کر دیا جاوے گا فقط
مرزا غلام احمد بقلم خود ۱۲ اپریل ۱۸۹۱ء

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت اخویم مکرم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ باعث تعجب ہوا آپ نہ تو اظہار حق کی غرض سے بحث کرنا چاہتے ہیں اور نہ اس جوش بے اصل سے باز رہ سکتے ہیں عزیز من رحمکم اللہ یہ عاجز آپ کو کوئی الزام دینا نہیں چاہتا مگر آپ ہی کا قول و فعل آپکو الزام دے رہا ہے آپ کا آدھی رات کو تار پہنچا کر ابھی آؤ ورنہ شکست یافتہ سمجھے جاؤ گے کسقدر آپ کی اس تار پود سے مخالف ہے جو آپ اب پھیلا رہے ہیں افسوس کہ آپ نے بحث کرنے کے لئے بذریعہ تار بلایا پھر آپ گریز کر گئے اور اب آپ کا خط مشت بعد از جنگ کا نمونہ ہے فضول باتوں کو پیش کر کے اور بھی تعجب میں ڈالتا ہے چنانچہ ذیل میں آپکے اقوال کا جواب دیتا ہوں

قولہ۔ دو باتیں جن سے آپ کو ڈھیل دیتا ہوں لکھتا ہوں

اقول۔ حضرت یہ تو آپ حیلہ حوالہ سے اپنے تئیں ڈھیل دے رہے ہیں میں نے کب کہا تھا کہ مجھے ڈھیل دیں آپ کی آدھی رات کو تار آئی میں تیار ہو گیا آپ کی اصل حقیقت معلوم کرنے کے لئے بخرچ دیگر بلا توقف اپنا آدمی روانہ کیا۔ بحث منظور کر لی سب انتظام جلسہ کے ذمہ لیا مگر آپ ہماری طیاری کا نام سنتے ہی کنارہ کش ہو گئے آپ سوچیں کہ کس نے بحث کو ڈھیل میں ڈالا یا آپنے اگر میں آپ ہی لاہور میں پہنچتا تو کسقدر تکلیف ہوتی آپ کی اس حرکت نے نہ صرف آپکو شرمندہ کیا بلکہ آپ کی تمام عقلمند جماعت کو خجالت کا حصہ دیا اس کنارہ کشی کا آپ پر بڑا بار ہے کہ جو بودی عذرہا سے دور نہیں ہو سکتا آپنے ناگوار طریقہ سے مقابل پر آنے کی دھمکی تو دی مگر آخر آپ ہی نہ ٹھہر سکے کیا اس دعوے کے

ساتھ جو آپ کو پہنچ گئی ہے آپ کی علمی وجاہت پر دھبہ نہیں لگاتے۔

قولہ اگر آپ عین مباحثہ کے جلسہ میں اصول کی تمہید و تسلیم سے ڈریں تو میں ان اصول کو آپکے پاس وہاں بھیجدیتا ہوں تا آپ کو آپ کے سمجھنے کے لئے کافی مہلت مل جائے ۔ ناگہانی ابتلا سے بچ جائیں اور وہ حال نہ ہو جو آپ کے حواری کا ہوا۔

اقول۔ حضرت آپ کو خود مناسب ہے کہ آپ ان اصولوں سے ڈریں کوئی عقلمند ان بیہودہ باتوں سے ڈر نہیں سکتا۔ اور میں تو آپ کے ان اصولوں کو محض لغو سمجھتا ہوں اور ایسے لغویات کی طرف سے مجھے یہ آیت روکتی ہے جو اللہ جلشانہ فرماتا ہے ۔ والذین ھم عن اللغو معرضون اور نیز یہ حدیث نبوی کہ من حسن الاسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ

یہ بات ظاہر ہے ۔ کہ جو بات ضرورت سے خارج ہے وہ لغو ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ اس بحث کے لئے شرعی طور پر آپکو کس بات کی ضرورت ہے سو ادنیٰ تامل سے ظاہر ہوگا کہ آپ صرف اس بات کے مستحق ہیں کہ مجھ سے تشخیص دعویٰ کرا دیں سو میں نے بذریعہ فتح اسلام و توضیح مرام اور نیز بذریعہ اس حصہ ازالہ اوہام کے جو قول فصیح میں شائع ہو چکا ہے اچھی طرح اپنا دعویٰ بیان کیا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس سے زیادہ اور کوئی میرا دعویٰ نہیں ۔ جب پر مخفی ہو اور وہ دعوےٰ یہی ہے کہ میں الہلم کی بنا پر مثیل مسیح ہونے کا مدعی ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ حضرت مسیح ابن مریم درحقیقت فوت ہو چکے ہیں سو اس عاجز کا مثیل مسیح ہونا تو آپ اشاعۃ السنہ میں امکانی طور پر مان چکے ہیں اور میں اس سے زیادہ آپ سے تسلیم بھی نہیں کراتا اگر میں حق پر ہوں تو خود اللہ جلشانہ میری مدد کریگا اور اپنے نمود آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کردیگا۔

رہا ابن مریم کا فوت ہونا سو فوت ہونیکے دلائل لکھنا میرے پر کچھ فرض نہیں کیونکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جو خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ کے مخالف ہو بلکہ مسلسل طور پر ابتدائے حضرت آدم سے یہی طریق جاری ہے ۔ جو پیدا ہوا وہ آخر ایک دن جانبی کی حالت میں پیدا ہو کر مریگا جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتے ہیں ومنکم من

یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکی لا یعلم بعد علم شیئا پس جبکہ میرے پر یہ فرض ہی نہیں کہ میں مسیح کے فوت ہونیکے لئے دلائل لکھوں اور ان کا فوت ہونا تو میں بیان ہی کر چکا۔ تو اب اگر میں آپ سے پہلے لکھوں تو فرمائیے کیا لکھوں یہ تو آپ کا حق ہے کہ میرے بیان کے ابطال کیلئے پہلے آپ قلم اٹھائیں اور آیات اور احادیث سے ثابت کر دکھائیں کہ سارا جہان تو اس دنیا سے رخصت ہوتا گیا اور ہمارے نبی کریم بھی وفات پا گئے مگر مسیح اب تک وفات پانے سے باقی رہا ہوا ہے۔ کسی مناظر کو پوچھ کر دیکھ لیں کہ داب مناظرہ کیا ہے۔

اب یہ بھی یاد رہے کہ آپ کی دوسری سب بحثیں مسیح کے زندہ مع الجسد اٹھائے جانیکے فرع ہیں۔ اگر آپ یہ ثابت کر دینگے کہ مسیح زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو پھر آپ نے سب کچھ ثابت کر دیا غرض پہلے تحریر کرنا آپ کا حق ہے اگر اب بھی آپ مانتے نہیں تو چند غیر قوموں کے آدمیوں کو منصف مقرر کر کے دیکھ لو +

اور اخویم حکیم مولوی نور الدین صاحب کب آپ کے بلانے لاہور میں گئے تھے جنہوں نے بلایا انہوں نے مولوی صاحب موصوف سے اپنی پوری تسلی کرالی۔ اور آپ کے ان لغو اصولوں سے بیزاری ظاہر کی تو پھر اگر مولوی صاحب آپ سے اعراض نہ کرتے تو اور کیا کرتے اعراض کا نام آپ نے فرار رکھا ہے اسلئے خدا تعالے نے دست بدست آپ کو دکھا دیا کہ فرار کس سے ظہور میں آیا یہ مولوی صاحب کی استقامت ہی کی کرامت ہے جس نے آپ پر یہ مصرعہ سچا کر دیا۔ ع مرا خواندی و خود بدام آمدی

قولہ۔ اگر آپ میری اس شرط کو قبول نہ کریں اور مباحثہ سے پہلے ازالہ اوہام بھیج نہ سکیں تو میں اس شرط کی تسلیم سے آپ کو بری کرتا ہوں بشرطیکہ پہلی تحریر آپ کی ہو اور بعد میں میری +

اقول۔ حضرت آپ ازالہ اوہام کے اکثر اوراق دیکھ چکے اب مجھے کس شرط سے بری کرتے ہو۔ اور میں ابھی ثابت کر چکا ہوں کہ پہلے تحریر کرنا آپ کا ذمہ ہے۔ اب دیکھئے یہ آپ کا آخری ہتھیار بھی خطا گیا۔ عنقریب یہ آپ کا خط بھی بذریعہ اخبارات پبلک کے

سامنے پیش کیا جاویگا تا لوگ دیکھ لیں کہ آپ کی تحریرات میں کہاں تک راستی اور حق پسندی اور حق طلبی ہے۔

بالآخر ایک مثال بھی سنئے زید ایک مفقود الخبر ہے جس کے گم ہونے پر شلاً دو سو برس گذر گیا۔ خالد اور ولید کا اسکی حیات اور موت کی نسبت تنازع ہے۔ اور خالد کو ایک خبر دینے والے نے خبر دی کہ درحقیقت زید فوت ہو گیا لیکن ولید اوس خبر کا منکر ہے اب آپ کی کیا رائے ہے بار ثبوت کس کے ذمہ ہے کیا خالد کو موافق اپنے دعوے کے زید کا مرجانا ثابت کرنا چاہیئے۔ یا ولید زید کا اس مدت تک زندہ رہنا ثابت کرے کیا کرنا ہے۔

راقم خاکسار غلام احمد از لودہانہ اقبال گنج ۲۰- اپریل ۱۸۹۱ء

نوٹ۔ اس مثال سے یہ غرض ہے۔ کہ جس پر بار ثبوت ہے اسکی طرف سے ثبوت دینے کے لئے پہلے تحریر ہونا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مجبی اخویم مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کو کوئی نئی بات معلوم نہیں ہوتی۔ جسکا جواب لکھا جائے اس عاجز کے دعویٰ کی بنا الہام پر تھی اگر آپ ثابت کرتے کہ قرآن اور حدیث اس دعویٰ کے مخالف ہے اور پھر یہ عاجز آپکے ان دلائل کو اپنی تحریر سے توڑ نہ سکتا تو آپ تمام حاضرین کے نزدیک سچے ہو جاتے اور بقول آپ کے میں اس الہام سے توبہ کرتا۔ لیکن خدا جانے آپ کو کیا فکر تھی جو آپ نے اس راہ راست کو منظور نہ کیا۔ خیر اب ازالہ اوہام کے رد لکھنا شروع کیجیئے لوگ خود دیکھ لیں گے۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ

اس کارڈ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی سلسلہ میں خط وکتابت کو گونہ بند کر دیا تھا۔ اسلئے کہ مولوی محمد حسین صاحب اصل مطلب کی طرف آتے نہ تھے آپ نے اتمام حجت کے لئے اشتہار ۳ مئی ۱۸۹۱ء میں علما لودہانہ کو خطاب کیا اور اس میں مولوی محمد حسن صاحب کو بھی مخاطب فرمایا مولوی محمد حسین صاحب نے مولوی محمد حسن صاحب کو آڑ بنا کر پھر خط وکتابت کا سلسلہ شروع کیا ہر چند وہ خطوط مولوی محمد حسن صاحب کے ہاتھ کے تھے لیکن دراصل ان کی تہ میں مولوی محمد حسین صاحب کا ہاتھ اور قلم تھا اسلئے جو خطوط اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھے انہیں بھی درج سلسلہ کر دیتا ہوں ✦ مرتب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

مخدومی ومکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز بسر وچشم تحریری گفتگو کے لئے موجود ہے اصول تنقیح کرنے کو بھی میں مانتا ہوں چند سوال آپ کی طرف سے چند سوال میری طرف سے ہوں اور امر مبحوث عنہ وفات یا حیات مسیح ہوگا۔ کیونکہ اس عاجز کا دعویٰ اسی بنا پر ہے جب بنا ٹوٹ جاویگی تو یہ دعویٰ خود ٹوٹ جاویگا اصل امر وہی ہے ✦

اس وقت بارہ بجے تک مجھے بباعث بعض بیج کے کاموں کے بالکل فرصت نہیں ہے۔ کرم آں مکرم عید کے بعد یعنے شنبہ کے دن کو بحث کے لئے مقرر کریں تا فرصت اور فراغت سے ہر ایک شخص حاضر ہو سکے ✦ خاکسار غلام احمد - ۹ مئی ۱۸۹۱ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی

مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ

السلام علیکم رحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ جناب آپ خوب جانتے ہیں کہ اصلی امر اس بحث میں جناب مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات ہے۔ اور میرے الہام میں بھی یہی اصل قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ الہام یہ ہے کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"۔ سو پہلا اور اصل امر الہام میں بھی یہی ٹھیرایا گیا ہے۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ اب ظاہر ہے۔ اور ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اگر آپ حضرت مسیح کا زندہ ہونا ثابت کر دینگے تو جیسا کہ پہلا فقرہ الہام کا اس سے باطل ہوگا ایسا ہی دوسرا فقرہ بھی باطل ہو جائیگا کیونکہ خدا تعالٰے نے میرے دعوی کی شرط صحت مسیح کا فوت ہونا بیان فرمایا ہے۔ اور بحکم اذا فات الشرط فات المشروط مسیح کی زندگی کے ثبوت سے دوسرا دعوی میرا خود ہی ٹوٹ جائے گا۔ ماسوا اس کے میرے دعوی مثیل مسیح میں کسی پر جبر و اکراہ تو نہیں کہ خواہ مخواہ اسکو قبول کرو صرف یہ کہا جاتا ہے کہ جس پر مسیح ابن مریم کا فوت ہو جانا ثابت ہو جائے پھر وہ خدا تعالٰے سے ڈر کر میری صحبت میں رہ کر میرے دعوی کی آزمایش کرے اب ظاہر ہے۔ کہ بحث وفات و حیات پر موقوف پڑا۔ بہر حال یہی امر حقیقی اور طبعی طور پر مبحوث عنہ اور متنازعہ فیہ ٹھہرتا ہے۔ ماسوا اس کے آپ کی غرض دوسری بحث سے جو آپ کے دل میں ہے۔ وہ اس بحث میں بھی بخوبی حاصل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ میں اقرار کرتا ہوں اور حلفاً کہتا ہوں۔ کہ اگر آپ مسیح کا زندہ ہونا کلام الٰہی سے ثابت کر دیں گے تو میں اپنے دعوی سے دست بردار ہو جاؤنگا اور الہام کو شیطانی القا سمجھ لونگا۔ اور توبہ کرونگا۔ اب حضرت اس سے زیادہ کیا کہوں خدا تعالٰے آپ کے دل کو آپ سمجھا وے۔ مگر یہ کہ اول قرآن کریم کی رو سے دیکھا جائیگا۔ کہ کس سا

آیت کو آپ حضرت مسیح ابن مریم کے زندہ ہونے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں ۔ اور
بغیر کسی جرح قدح کے وہ ثبوت آپ کا مسلم ٹھیریگا تو بھلا پھر کس کی مجال ہے کہ اس سے
انکار کر جاوے لیکن اگر قرآن شریف سے آپ ثابت نکریں گے ۔ تو پھر آپ کو اختیار ہوگا ۔
بعد تحریری اقرار اس بات کے کہ قرآنی ثبوت پیش کرنے سے ہم عاجز ہیں اور احادیث
صحیحہ غیر متعارضہ کو اس ثبوت کے لئے آپ پیش کریں اور جب آپ ایسا ثبوت دیکھینگے
تو منصفین ترازوے انصاف لیکر خود جانچ لیں گے کہ کس طرف پلہ ثبوت بھاری ۔

والسلام علی من اتبع الھدی

راقم میرزا غلام احمد ۹ مئی ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولویصاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ اس عاجز کی گذارش ہے ۔ کہ اب فتنہ مخالفت ہر جگہ
بڑھتا جاتا ہے ۔ اور مولوی محمد حسین صاحب جس جگہ پہنچتے ہیں یہی وعظ شروع کی
ہے ۔ کہ یہ شخص ملحد اور دین سے خارج اور کذاب اور دجال ہے میں نے اول نرمی
سے یہ عرض کیا تھا کہ میرا مسیح ہونیکا دعوٰی مبنی بر الہام ہے اور جو امور محض الہام پر مبنی
ہوں وہ زیر بحث نہیں آ سکتے بلکہ خدا تعالیٰ رفتہ رفتہ ان کی سچائی آپ ظاہر کرتا ہے ابن مریم
کی وفات یا حیات کا مسئلہ گو میرے الہام کا اصل الاصول ہے مگر باعث ایک
شرعی امر ہونے کے زیر بحث آسکتا ہے ۔ اور اگر مسیح کی زندگی ثابت ہو جائے ۔ تو
میرا دعوٰی مؤخر الذکر خود ہی ٹوٹ جاتا ہے ۔ لیکن یہ عرض میری منظور نہیں کی گئی
اور اصل حقیقت کو محرف کر کے منشی سعد اللہ صاحب نے جو چاہا چھپوا دیا اور لوگوں کو
فتنہ میں ڈالنے کی کوشش کی اور میرے پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے ۔ کہ وہ لیلۃ القدر
سے منکر ہیں ۔ اور اسکے خلاف اجماع معنے کرتے ہیں اور یہ بھی الزام لگایا گیا ہے ۔ کہ ملائکہ

ے وجود سے منکر ہیں اور ملائکہ کو صرف قوتیں سمجھتے ہیں حالانکہ یہ سارے الزام محض
بہتان ہیں یہ عاجز اسی طرح ان سب باتوں پر ایمان رکھتا ہے۔ جو قال اللہ و قال
الرسول سے ثابت ہیں اور سلف صالحین کا گروہ ان کو مانتا ہے سو اس وقت مجھے
خیال ہے کہ میرا ہر حال میں خدا ناصر ہے مجھے ہر طرح سے اتمام حجت کرنا چاہئے لہذا
مکلف ہوں کہ میں نے مولوی محمد حسین صاحب کی یہ درخواست بھی منظور کی۔ کہ
مسیح موعود میں بحث کی جائے مگر بحث تحریری ہوگی اور تحریر میں کسی دوسرے کا ہرگز
دخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اب میں ایک مجبور کی طرح آدمی ہوں میرے ہاتھوں کی طرح کسی
دوسرے کے ہاتھ یہ کام نہیں کرینگے۔ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے ہاتھ سے لکھیں اور میں
اپنے ہاتھ سے لکھونگا و نیز باقی شرائط کا تصفیہ بحث سے ایک دن پہلے ہو جائے۔ لیکن دس
روز پہلے مجھے خبر ملنی چاہیئے۔ تا لوگ جو شکوک و شبہات میں غرق ہو گئے ہیں ان کو بذریعہ
خطوط و اشتہارات میں بلالوں اور تا اس بحث سے ایک عام نفع مترتب ہو۔ اور ہر روز
کا جھگڑا طے ہو جائے۔ آپ پر یہ فرض ہے۔ کہ آپ براہ مہربانی آج محمد حسین صاحب کو
اطلاع دیدیں اور بحث سے دس دن پہلے مجھے بھی مطلع فرمادیں۔ والسلام

خاکسار غلام احمد - ۲۷ - مئی ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

مخدومی مکرمی حضرت مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا شرائط مندرجہ ذیل ہونی چاہئیں۔

(۱) جلسہ بحث آپ کے مکان پر ہو اور امن قائم رکھنے کے لئے تمام انتظام آپ کے
ذمہ ہوگا۔ یہ بات قریب یقین کے ہے۔ کہ چھ سات ہزار آدمی تک اس جلسہ میں جمع
ہو جاوینگے ایسا مکان تجویز کرنا آپ کے ہی ذمہ ہوگا۔ میرے نزدیک یہ بات نہایت ضروری
ہوگی کہ کوئی یورپین افسر اس جلسے میں ضرور تشریف رکھتے ہوں کیونکہ اس طرف چند

آدمی اور دوسری طرف صدہا آدمی ہونگے اور اکثر بدزبان اور مکفر ہونگے بغیر حاضری کسی یورپین کے ہرگز انتظام نہیں ہوسکتا لیکن اگر آپکے نزدیک یورپین افسر کی ضرورت نہیں تو اول مجھے اپنی دستخطی تحریر سے مطلع فرما دیجئے۔ کہ میں کامل انتظام گروہ مفسد خیال لوگوں کا کرونگا اور ان کا مُنہ بند رہیگا اور کسی یورپین افسر کی کچھ ضرورت نہیں ہوگی۔ اس صورت میں میں یہ شرط بھی چھوڑ دونگا پھر اس تحریر کے بعد ہر ایک نتیجہ کے آپ ہی ذمہ وار ہونگے۔

(۲) بحث تحریری ہر ایک فریق اپنے ہاتھ سے لکھے اور جو لکھنے سے عاجز ہو وہ اول یہ عذر ظاہر کرے کہ میں لکھنے سے عاجز ہوں دوسرے سے لکھا دیوے کیونکہ اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا اول درجے پر سند کے لائق ہوتا اور دوسروں کی تحریریں اگرچہ تصدیق کیجائیں مگر پھر بھی اس درجے پر نہیں پہنچتیں۔ کیونکہ ان میں تحریف کاتب کا عذر ہو سکتا ہے۔

(۳) پرچے پانچ ہونے چاہئیں۔ جو صاحب اول لکھے ایک پرچہ زائد ان کا حق ہے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب کو اختیار ہوگا۔ چاہیں وہ پہلا پرچہ لکھنا منظور کریں یا اس عاجز کا لکھنا منظور رکھیں جس طرح پسند کریں مجھے منظور ہے۔

(۴) ہر ایک پرچہ فریقین کی ایک ایک نقل بعد دستخط صاحب راقم فریق ثانی کو اسی وقت بلا توقف دیجاوے اور پھر جلسہ عام میں وہ پرچہ بآواز بلند سنا دیا جاوے۔

(۵) اس بحث میں تقریراً یا تحریراً کسی تیسرے آدمی کا ہرگز دخل نہ ہو۔ نہ تصریحاً نہ اشارتاً نہ کنایتہً اور جلسہ بحث میں کسی کتاب سے مدد نہ لی جائے۔ بلکہ جو کچھ فریقین کو زبانی یاد ہے وہی لکھا جاوے۔ تا تکلف اور تصنع کو اس میں دخل نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی فریق ظاہر کرے۔ کہ میں بغیر کتابوں کے کچھ لکھ نہیں سکتا تو پہلے یہ تحریری اقرار اپنی عجز بیانی کا دیکر پھر اس کتاب سے مدد لینے کا اختیار ہوگا۔

(۶) اگر کوئی فریق بعض امور تمہیدی قبل از اصل بحث پیش کرنا چاہے تو فریق ثانی کو بھی اختیار ہوگا کہ ایسے ہی امور تمہیدی وہ بھی پیش کرے مگر دونوں کی طرف سے یہ تمہیدی امور ایک ایک پرچہ تحریری طور پر پیش ہونگے ایسے پرچہ کی نسبت فریقین کو اختیار ہوگا

خط بخدمت شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

بخدمت شیخ محمد حسین صاحب ابو سعید بٹالوی

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد میں افسوس سے لکھتا ہوں کہ میں آپ کے فتویٰ تکفیر کی وجہ سے جس کا یقینی نتیجہ احد الفریقین کا کافر ہونا ہے اس خط میں سلام مسنون یعنی السلام علیکم سے ابتدا نہیں کر سکا لیکن چونکہ آپ کی نسبت ایک منذر الہام مجھ کو ہوا اور چند مسلمانوں بھائیوں نے بھی مجھ کو آپ کی نسبت ایسی خوابیں سنائیں جن کی وجہ سے میں آپ کے خطرناک انجام سے بہت ڈر گیا تب بوجہ آپ کے ان حقوق کے جو بنی نوع کو اپنے نوع انسان سے ہوتے ہیں اور نیز بوجہ آپ کی ہم وطنی اور قرب و جوار کے میرا رحم آپ کی اس حالت پر بہت جنبش میں آیا اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے آپ کی حالت پر نہایت رحم ہے اور ڈرتا ہوں کہ آپ کو وہ امور پیش نہ آجائیں جو ہمیشہ صادقوں کے مکذبوں کو پیش آتے رہے ہیں اسی وجہ سے میں آج رات کو سوچتا سوچتا ایک گرداب تفکر میں پڑ گیا کہ آپ کی ہمدردی کے لئے کیا کروں آخر مجھے دل کے فتوے نے یہی صلاح دی کہ پھر دعوت الی الحق کے لئے ایک خط آپ کی خدمت میں لکھوں کیا تعجب کہ اسی تقریب سے خدا تعالیٰ آپ پر فضل کر دیوے اور اس خطرناک حالت سے نجات بخشے سو عزیز من آپ خدا تعالیٰ کی رحمت سے نومید نہ ہوں وہ بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر آپ طالب حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطرہ میں پڑ

گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی لیکن اللہ جل
شانہ کی توفیق سے میں سچ کے لئے اپنی جان اور عزت سے دست بردار ہوگیا
اور لبا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لئے میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے
اور لبا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور اپنے بھائی کے برخلاف
گواہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اس گاؤں میں اور نیز بٹالہ میں بھی میری ایک
عمر گذر گئی ہے مگر کون ثابت کرسکتا ہے کہ کبھی میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہے پھر جب
میں محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتدا سے متروک رکھا اور بارہا اپنی جان
اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر میں خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا۔

اور اگر آپ کو یہ خیال گذرے کہ یہ دعوے کتاب اللہ اور سنت کے
برخلاف ہے تو اس کے جواب میں بادب عرض کرتا ہوں کہ یہ خیال
محض کم فہمی کی وجہ سے آپ کے دل میں ہے اگر آپ مونویانہ جنگ و جدال
کو ترک کرکے چند روز طالب حق بن کر میرے پاس رہیں تو امید
رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کی غلطیاں نکال دیگا اور مطمئن کر دیگا
اور اگر آپ کو اس بات کی بھی برداشت نہیں تو آپ جانتے ہیں کہ پھر آخری
علاج فیصلہ آسمانی ہے۔ مجھے اجمالی طور پر آپ کی نسبت کچھ معلوم ہوا
ہے اگر آپ چاہیں تو میں چند روز توجہ کرکے اور تفصیل پر بفضلہ تعالیٰ
اطلاع پاکر چند اخباروں میں شائع کردوں

اس کے شائع کرنے کے لئے آپ کی خاص تحریر سے مجھ کو اجازت ہونی
چاہیئے میں اس خط کو محض آپ پر رحم کرکے لکھتا ہوں اور یہ ثبت شہادت
چند کس آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں اور آخر دعا پر ختم کرتا ہوں
ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ ۲۱ دسمبر ۱۸۹۱ء

گواہان حاشیہ

(۱) خدا بخش اتالیق نواب صاحب (۲) عبد الکریم سیالکوٹی (۳) قاضی ضیاء الدین ساکن کوٹ قاضی ضلع گوجرانوالہ (۴) مولوی نور الدین (۵) محمد احسن امروہی (۶) شادی خان ملازم سر راجہ امر سنگھ صاحب بہادر (۷) ظفر احمد کپور تھلی (۸) عبد اللہ سنوری (۹) عبد العزیز دہلوی (۱۰) علی گوہر جالندھری (۱۱) فضل الدین حکیم بھیروی (۱۲) حافظ محمد صاحب پشاوری (۱۳) حکیم محمد اشرف علی ہاشمی خطیب بٹالہ (۱۴) عبد الرحمن برادر زادہ مولوی نور الدین (۱۵) محمد اکبر ساکن بٹالہ (۱۶) قطب الدین ساکن بدوملی۔

اس عاجز کے خط مندرجہ بالا کے جواب میں جو شیخ بٹالوی صاحب کا خط آیا وہ ذیل میں مع جواب الجواب درج کیا جاتا ہے لیکن چونکہ وہ جواب الجواب اس طرف سے بٹالوی صاحب کی خدمت میں روانہ کیا گیا ہے اس میں ان کی تمام بدزبانیات و بہتانات کا جواب نہیں ہے جو ان کے خط میں درج ہیں اور ممکن ہے کہ ان کا خط پڑھنے والے ان افتراؤں سے بے خبر ہوں جو اس خط میں دھوکہ دینے کی غرض سے درج ہیں اس لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس خط کی تحریر سے پہلے شیخ صاحب کے بعض افتراؤں اور لافوں اور بہتانوں کا جواب دیں سو بطور قولہ و اقول ذیل میں جواب درج کیا جاتا ہے

قولہ۔ میں قرآن اور پہلی کتابوں اور دین اسلام اور پہلے دینوں کو اور نبی آخر الزمان اور پہلے نبیوں کو سچا جانتا ہوں اور مانتا ہوں اور اس کا لازمہ اور شرط ہے کہ آپ کو جھوٹا جانوں

اقول۔ شیخ صاحب اگر آپ قرآن کو سچا جانتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی صادق مانتے تو مجھ کو کافر نہ ٹھہراتے کیا قرآن کریم اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا ماننے کے یہی معنی ہیں کہ جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان لاتا ہے اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اور اسلام میں

سنجات محدود سمجھنا اور بدل وجان اللہ اور اسکے رسول کی راہ میں فدا ہے اسکو آپ کافر بلکہ اکفر ٹھہراتے ہیں اور دائمی جہنم اس کے لئے تجویز کرتے ہیں اُس پر لعنت بھیجتے ہیں اُسکو دجال سمجھتے ہیں اور اسکو قتل کرنا اور اسکے مال کو بطور سرقہ لینا سب جائز قرار دیتے ہیں یہ ہے وہ کلمات اس عاجز کے جن کو آپ کلمات کفر ٹھہراتے ہیں اُن کا جواب اس رسالہ میں موجود ہے ہر ایک منصف خود پڑھ لیگا اور آپ کی دیانت اور آپ کا فہم قرآن اور فہم حدیث اُس سے بخوبی ظاہر ہو گیا ہے علیحدہ لکھنے کی حاجت نہیں۔

قولہ۔ عقائد باطلہ مخالف دین اسلام و ادیان سابقہ کے علاوہ جھوٹ بولنا اور دہوکا دینا آپ کا ایسا وصف لازم بن گیا ہے کہ گویا وہ آپکی سرشت کا ایک جزو ہے

اقول۔ شیخ صاحب جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو اول تو وہ جرات کر کے اپنے بھائی پر بے تحقیق کامل کسی فسق اور کفر کا الزام نہیں لگاتا اور اگر لگاوے تو پھر ایسا کامل ثبوت پیش کرتا ہے کہ گویا دیکھنے والوں کے لئے دن چڑھا دیتا ہے پس اگر آپ ان دونوں صفتوں مذکورہ بالا سے متصف ہیں، تو آپ کو اُس خداوند قادر ذوالجلال کی قسم ہے جسکی قسم دینے پر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی توجہ کے ساتھ جواب دیتے تھے کہ آپ حسب خیال اپنے یہ دونوں قسم کا خبث اس عاجز میں ثابت کر کے دکھلا دیں یعنے اول یہ کہ میں مخالف دین اسلام اور کافر ہوں اور دوسرے یہ کہ میرا پیشہ جھوٹ بولنا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی رویا میں صادق تر وہی ہوتا ہے جو اپنی باتوں میں صادق تر ہوتا ہے اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صادق کی یہ نشانی ٹھہرائی ہے کہ اسکی خوابوں پر سچ کا غلبہ ہوتا ہے اور ابھی آپ دعوے کر چکے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں پس اگر آپ نے یہ بات نفاق سے نہیں کہی اور آپ درحقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے قول میں سچے ہیں تو آؤ ہم اور تم اسی طریق سے ایک دوسرے کو آزمالیں کہ موجب اس

ہمک کے کون صادق ثابت ہوتا ہے اور کس کی سرشت میں جھوٹ ہے
اور ایسا ہی اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا
یعنی یہ مومنوں کا ایک خاصہ ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے اُن کی خوابیں سچی نکلتی
ہیں اور آپ ابھی دعوے کر چکے ہیں کہ میں قرآن پر بھی ایمان لاتا ہوں بہت خوب
آؤ قرآن کریم کے رُو سے بھی آزمالیں کہ مومن ہونے کی نشانی کس میں ہے
یہ دونوں آزمائشیں یوں ہو سکتی ہیں کہ بٹالہ یا لاہور یا امرتسر میں ایک مجلس مقرر
کر کے فریقین کے شواہد رویا ان میں حاضر ہو جائیں اور پھر جو شخص ہم دونوں میں سے
یقینی اور قطعی ثبوتوں کے ذریعہ سے اپنی خوابوں میں اصدق ثابت ہو اس کے مخالف
کا نام کذاب اور دجال اور کافر اور اکفر اور ملعون یا جو نام تجویز ہوں اُسی وقت
اسکو یہ تحفہ پہنایا جائے اور اگر آپ گذشتہ کے ثبوت سے عاجز ہوں تو میں
قبول کرتا ہوں بلکہ چھ ماہ تک آپ کو رخصت دیتا ہوں کہ آپ چند اخباروں
میں اپنی ایسی خوابیں درج کرادیں جو امور غیبیہ پر مشتمل ہوں اور میں نہ صرف اسی
پر کفایت کروں گا کہ گذشتہ کا آپ کو ثبوت دوں بلکہ آپ کے مقابل پر بھی
انشاء اللہ القدیر اپنی خوابیں درج کراؤں گا اور جیسا کہ آپ کا دعوےٰ ہے کہ
میں قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں یہی میرا دعوےٰ ہے کہ
میں بدل و جان اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس پیاری کتاب قرآن کریم
پر ایمان رکھتا ہوں اب اس نشانی سے آزمایا جائیگا کہ اپنے دعویٰ میں سچا کون
ہے اور جھوٹا کون ہے اگر میں اس علامت کے رو سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور قرآن کریم نے قرار دی ہے مغلوب رہا تو پھر آپ سچے رہیں گے اور میں
بقول آپ کے کافر دجال بے ایمان شیطان اور کذاب اور مفتری ٹھہروں
گا اور اس صورت میں آپکے وہ تمام طعن فاسدہ درست اور برحق ہوں گے
کہ گویا میں نے براہین احمدیہ میں فریب کیا اور لوگوں کا روپیہ کھایا اور دعا
کی قبولیت کے وعدہ پر لوگوں کا مال خورد برد کیا اور حرام خوری میں زندگی

بسر کی اگر خدا تعالیٰ کی اس عنایت سے جو مومنوں اور صادقوں اور راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہے مجھ کو سچا کر دیا تو پھر آپ فرماویں کہ یہ تمام اب اسوقت آپکی مورد نشان کے سزاوار ٹھہریں گے یا اسوقت بھی کوئی کنارہ کشی کا راہ آپ کے لئے باقی رہے گا آپ نے مجھ کو بہت دُکھ دیا اور ستایا میں صبر کرتا گیا مگر آپ نے ذرہ اس ذات قدیر کا خوف نہ کیا جو آپ کی نیت سے واقف ہے اس نے مجھے بطور پیشگوئی آپ کے حق میں اور پھر آپ کے ہم خیال لوگوں کے حق میں خبر دی کہ اِنّی مُھین مَن اراد اھانتک یعنی میں اسکو خوار کروں گا جو تیرے خوار کرنے کی فکر میں ہے

سو یقیناً سمجھو کہ اب وہ وقت نزدیک ہے جو خدا تعالیٰ ان تمام بہتانات میں آپ کا دروغگو ہونا ثابت کر دے گا اور جو بہتان تراش اور مفتری لوگوں کو ذلتیں اور ندامتیں پیش آتی ہیں اُن تمام ذلتوں کی مار آپ پر ڈالے گا آپ کا دعویٰ ہے کہ میں قرآن کریم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں لیکن اگر آپ اس قول میں سچے ہیں تو آزمائش کے لیے **میدان** میں آویں تا خدا تعالیٰ ہمارا اور تمہارا خود فیصلہ کرے اور جو کاذب اور دجال ہے رسوا ہو جائے اور میرے دل سے اسوقت **حق** کی تائید کے لئے ایک بات نکلتی ہے اور میں اسکو روک نہیں سکتا کیونکہ وہ میرے نفس سے نہیں بلکہ القاء ربی ہے جو بڑے زور سے جوش مار رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کہ آپ نے مجھے کافر ٹھہرایا اور جھوٹ بولنا میری سرشت کا خاصہ قرار دیا تو اب **آپکو** اللہ جلّ شانہٗ کی قسم ہے کہ حسب طریق مذکورہ بالا میرے **مقابلہ** پر فی الفور آجاؤ تا دیکھا جائے کہ قرآن کریم اور فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رو سے کون کاذب اور دجال اور کافر ثابت ہوتا ہے اور اگر اس تبلیغ کے بعد ہم دونوں میں سے کوئی شخص متخلف رہا اور باوجود اشد غلو اور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق کے میدان میں نہ آیا اور **شغال** کی طرح دُم دبا کر بھاگ گیا تو وہ مندرجہ ذیل انعام کا مستحق

ہو گا

(۱) لعنت

(۲) لعنت

(۳) لعنت

(۴) لعنت

(۵) لعنت

(۶) لعنت

(۷) لعنت

(۸) لعنت

(۹) لعنت

(۱۰) لعنت

تلک عشرۃ کاملۃ

یہ وہ فیصلہ ہے جو خدا تعالیٰ آپ کر دے گا کیونکہ اسکا وعدہ ہے کہ مومن ہمیشہ غالب رہے گا چنانچہ وہ خود فرماتا ہے۔ لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہو گا کہ کافر مومن پر راہ پائے اور نیز فرماتا ہے یایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا یعنی اے مومنو اگر تم متقی بن جاؤ تو تم میں اور تمہارے غیر میں خدا تعالیٰ ایک فرق رکھ دیگا۔ وہ فرق کیا ہے کہ تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو تمہارے غیر میں ہرگز نہیں پایا جائیگا یعنی نور الہام اور نور اجابت دعا اور نور کرامات اصطفا

اب ظاہر ہے کہ جس نے جھوٹ کو بھی ترک نہیں کیا وہ کیونکر خدا تعالیٰ کے آگے متقی ٹھہر سکتا ہے اور کیونکر اس سے کرامات صادر ہو سکتی ہیں غرض اس طریق سے ہم دونوں کی حقیقت مخفی کھل جائے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ کون میدان میں آتا ہے اور کون بموجب آیت کریمہ لھم البشریٰ۔ اور حدیث

نبوی اصلے اللہ علیہ وسلم حدیثاً کے صادق ثابت ہوتا ہے منہا ایک اور بات بھی ذریعہ آزمائش صادق ہو جاتی ہے جسکو خدا تعالیٰ آپ ہی پیدا کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی انسان کسی ایسی بلا میں مبتلا ہوتا ہے کہ اُسوقت بجز کذب کے اور کوئی حیلہ رہائی اور کامیابی کا اسکو نظر نہیں آتا تب اُسوقت وہ آزمایا جاتا ہے کہ آیا اسکی سرشت میں صدق ہے یا کذب اور آیا اُس نازک وقت میں اُسکی زبان پر صدق جاری ہوتا ہے یا اپنی جان اور آبرو اور مال کا اندیشہ کر کے جھوٹ بولنے لگتا ہے اس قسم کے نمونے بھی عاجز کو کئی دفعہ پیش آئے ہیں جنکا مفصل بیان کرنا موجب تطویل ہے تاہم تین نمونے اس غرض سے پیش کرتا ہوں کہ اگر اُن کے برابر بھی کبھی آپکو آزمائش صدق کے موقع پیش آئے ہیں تو آپ کو اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ آپ اُن کو مع ثبوت اُن کے ضرور شائع کریں تا معلوم ہو کہ آپ کا صرف دعویٰ نہیں بلکہ امتحان اور بلا کے شکنجہ میں بھی آکر آپنے صدق نہیں چھوڑا۔ از انجملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ میرے والد صاحب کے انتقال کے بعد مرزا اعظم بیگ صاحب لاہوری نے شرکا ملکیت قادیان سے مجھ پر اور میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر پر مقدمہ دخل ملکیت کا عدالت ضلع میں دائر کر دیا اور میں بظاہر جانتا تھا کہ اُن شرکا کو ملکیت سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ ایک گم گشتہ چیز تھی جو سکھوں کے وقت میں نابود ہو چکی تھی اور میرے والد صاحب نے تن تنہا مقدمات کر کے اس ملکیت اور دوسرے دیہات کے بازیافت کے لئے آٹھ ہزار کے قریب خرچ و خسارہ اٹھایا تھا وہ شرکا ایک پیسہ کے بھی شریک نہیں تھے سو ان مقدمات کے اثنا میں جب میں نے فتح کے لئے دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ اُجیب کل دعائک الا فی شرکائک یعنی میں تیری ہر یک دعا قبول کروں گا مگر شرکا کے بارے میں نہیں سو میں نے اس الہام کو پا کر اپنے بھائی اور تمام زن و مرد عزیزوں کو جمع کیا جو اُن میں سے بعض اب تک زندہ ہیں اور کھول کر کہہ دیا کہ شرکا کے ساتھ مقدمہ مت کرو یہ خلافِ مرضی حق ہے مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور آخر ناکام ہوئے لیکن میری طرف سے ہزار ہا روپیہ کا نقصان اوٹھانے کے لئے استقامت ظاہر ہوئی اس کے وہ سب جو اب دشمن ہیں گواہ ہیں چونکہ تمام کاروبار زمینداری میرے بھائی کے ہاتھ میں تھا اس

سنتے تھے میں نے بار بار ان کو سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور آخر نقصان اٹھایا۔

ازانجملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ تخمیناً پندرہ سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیا رام تھا اور وہ وکیل بھی تھا۔ اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا۔ ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا۔ اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا تھا چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا۔ اور مضمون کے چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تھی اس لئے وہ عیسائی مخالفت کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لئے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کے رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے سو اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو۔ رؤیا میں اللہ تعالےٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ رلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھ کو بھیجا ہے اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام میں آ سکتی ہے۔ غرض میں اس جرم میں صدر گورداسپور میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لئے مشورہ لیا گیا۔ انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دیدو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیا رام نے خود ڈالدیا ہوگا۔ اور نیز بطور تسلی دے کر کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت سے فیصلہ ہو جائیگا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی۔ ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں۔ مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔

تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا

اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانجات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں۔ جن کو میں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر میں سمجھتا تھا۔ کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ انجام کار وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا۔ تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لئے رخصت یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو فتح بخشی اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے خیر ہے۔

ازانجملہ ایک نمونہ یہ ہے کہ میرے بیٹے سلطان احمد نے ایک ہندو پر بدیں بنیاد نالش کی کہ اس نے ہماری زمین پر مکان بنا لیا ہے اور مسماری مکان کا دعویٰ تھا اور ترتیب مقدمہ میں ایک امر خلاف واقعہ تھا۔ جس کے ثبوت سے وہ مقدمہ ڈسمس ہونے کے لائق ٹھہرتا تھا اور مقدمہ کے ڈسمس ہونے کی حالت میں نہ صرف سلطان احمد کو بلکہ مجھ کو بھی نقصان تلف ملکیت اٹھانا پڑتا تھا تب

فریق مخالف نے موقعہ پاکر میری گواہی لکھا دی اور میں بٹالہ میں گیا اور بابو فتح الدین سب پوسٹ ماسٹر کے مکان پر جو تحصیل بٹالہ کے پاس ہے جا ٹھیرا۔ اور مقدمہ ایک ہندو منصف کے پاس تھا۔ جس کا اب نام یاد نہیں رہا۔ مگر ایک پاؤں سے لنگڑا بھی تھا اس وقت سلطان احمد کا وکیل میرے پاس آیا کہ اب وقت پیشی مقدمہ ہے۔ آپ کیا اظہار دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ اظہار دوں گا جو واقعی امر اور سچ ہے تب اس نے کہا کہ پھر آپ کے کچہری جانے کی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں تا مقدمہ سے دستبردار ہو جاؤں۔ سو وہ مقدمہ میں نے اپنے ہاتھوں سے محض رعایت صدق کی وجہ سے آپ خراب کیا۔ اور راست گوئی کو ابتغاءً لمرضات اللہ مقدم رکھکر مالی نقصان کو ہیچ سمجھا۔ یہ آخری دو نمونے بھی بے ثبوت نہیں پہلے واقعہ کا گواہ شیخ علی احمد وکیل گورداسپور اور سردار محمد حیات خان صاحب سی ایس۔ آئی ہیں اور نیز مثل مقدمہ دفتر گورداسپور میں موجود ہو گی اور دوسرے واقعہ کا گواہ بابو فتح الدین اور خود وکیل جس کا اس وقت مجھ کو نام یاد نہیں اور نیز وہ منصف جس کا ذکر کر چکا ہوں جو اب شاید لدھیانہ میں بدل گیا ہے غالباً اس مقدمہ کو سات برس کے قریب گذرا ہو گا۔ ہاں یاد آیا اس مقدمہ کا ایک گواہ نبی بخش پٹواری بٹالہ بھی ہے۔

اب اے حضرت شیخ صاحب اگر آپ کے پاس بھی اس درجہ ابتلا کی کوئی نظیر ہو جس میں آپ کی جان و آبرو اور مال راست گوئی کی حالت میں برباد ہوتا آپ کو دکھائی دیا ہو اور آپ نے سچ کو نہ چھوڑا ہو اور مال اور جان کی کچھ پرواہ نہ کی ہو۔ تو للہ وہ واقعہ اپنا معہ اس کے کامل ثبوت کے پیش کیجئے۔ ورنہ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اس زمانہ کے اکثر ملّا اور مولویوں کی باتیں ہی باتیں ہیں ورنہ ایک پیسہ پر ایمان بیچنے کو طیار ہیں کیونکہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے مولویوں کو بدترین خلائق بیان فرمایا ہے اور آپ کے مجدد صاحب نواب صدیق حسن خان مرحوم حجج الکرامہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ آخری زمانہ یہی زمانہ ہے سو ایسے مولویوں کا زہد و تقویٰ بغیر ثبوت قبول کرنے سے آنحضرت صلعم کے فرمودہ کی تکذیب لازم آتی ہے سو آپ نظیر پیش کریں اور اگر پیش نہ کر سکیں تو ثابت ہو گا کہ آپ کے پاس صرف راست گوئی کا دعویٰ ہی ہے مگر کوئی دعویٰ بے امتحان قبول کے لائق نہیں اندرونی حال آپ کا خدا تعالیٰ کو معلوم ہو گا کہ آپ کبھی کذب اور افترا کی نجاست سے ملوث ہوئے یا نہیں یا انکو معلوم ہو گا جو آپ کے حالات سے واقف ہوں گے۔

جو شخص ابتلا کے وقت صادق نکلتا ہے اور سچ کو نہیں چھوڑتا اس کے صدق پر مہر لگ جاتی ہے اگر یہ مہر آپ کے پاس ہے تو پیش کریں ورنہ خدا تعالیٰ سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی پردہ دری کرے۔

آپ کی ان بیہودہ اور حاسدانہ باتوں سے مجھ کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے کہ آپ لکھتے ہو کہ تم مختاری اور مقدمہ بازی کا کام کرتے رہے ہو آپ ان افتراؤں سے باز آ جائیں آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ عاجز ان پیشوں میں کبھی نہیں پڑا کہ دوسروں کے مقدمات عدالتوں میں کرتا پھرے۔ ہاں والد صاحب کے زمانہ میں اکثر وکلاء کی معرفت اپنے زمینداری کے مقدمات ہوتے تھے اور کبھی ضرورتاً مجھے آپ ہی جانا پڑتا تھا۔ مگر آپ کا یہ خیال کہ وہ جھوٹے مقدمات ہوں گے ایک شیطنت کی بدبو سے بھرا ہوا ہے کیا ہر یک نالش کرنے والا ضرور جھوٹا مقدمہ کرتا ہے یا ضرور جھوٹ ہی کہتا ہے۔

اے کج طبع شیخ خدا جانے تیری کس حالت میں موت ہوگی کیا جو شخص اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے یا اپنے حقوق کے طلب کے لئے عدالت میں مقدمہ کرتا ہے اس کو ضرور جھوٹ بولنا پڑتا ہے ہرگز نہیں بلکہ جس کو خدا تعالیٰ نے قوت صدق عطا کی ہو اور سچ سے محبت رکھتا ہو۔ وہ بالطبع دروغ سے نفرت رکھتا ہے اور جب کوئی دنیوی فائدہ جھوٹ بولنے پر ہی موقوف ہو تو اس فائدہ کو چھوڑ دیتا ہے۔ مگر افسوس کہ نجاست خوار انسان ہر یک انسان کو نجاست خوار ہی سمجھتا ہے۔ جھوٹ بولنے والے ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ بغیر جھوٹ بولنے کے عدالتوں میں مقدمہ نہیں کر سکتے۔ سو یہ قول ان کا اس حالت میں سچا ہے کہ جب ایک مقدمہ باز کسی حالت میں اپنے نقصان کا روادار نہ ہو اور خواہ مخواہ ہر یک مقدمہ میں کامیاب ہونا چاہے مگر جو شخص صدق کو بہرحال مقدم رکھے وہ کیوں ایسا کرے گا جب کسی نے اپنا نقصان گوارا کر لیا تو پھر وہ کیوں کذب کا محتاج ہو گا۔

اب یہ بھی واضح رہے کہ یہ سچ ہے کہ والد مرحوم کے وقت میں مجھے بعض اپنے زمینداری معاملات کے حق رسی کے لئے عدالتوں میں جانا پڑتا تھا مگر والد صاحب کے مقدمات صرف اس قسم کے ہوتے تھے۔

کہ بعض اسامیان جو اپنے ذمہ کچھ باقی رکھ لیتی تھیں یا کبھی بلا اجازت کوئی

درخت کاٹ لینے یقین یا بعض دیہات کے نمبرداروں سے تعلقداری کے حقوق بذریعہ عدالت وصول
کرنے پڑتے تھے اور وہ سب مقدمات بوجہ اس حسن انتظام کے کہ تمام دیہات یعنی پٹواری
کی شہادت اکثر ان میں کافی ہوتی تھی پیچیدہ نہیں ہوتی تھی اور درجہ تنگدلی کو ان سے کچھ تعلق
نہیں تھا۔ کیونکہ تحریرات سرکاری پر فیصلہ ہوتا تھا۔ اور چونکہ اس زمانہ میں زمین کی بیقدری تھی۔
اس لئے ہمیشہ زمینداری میں خسارہ اٹھانا پڑتا اور بسا اوقات کم مقدمات کا کاشتکاروں سے کے
مقابل پر خود نقصان اٹھا کر رعایت کرنی پڑتی تھی اور عقلمند لوگ جانتے ہیں کہ ایک دیانتدار
زمیندار اپنے کاشتکاروں سے ایسے برتاؤ رکھ سکتا ہے جو بحیثیت پورے متقی اور کامل
پرہیزگار کے ہو اور زمینداری اور نکوکاری میں کوئی حقیقی مخالفت اور ضد با این ہمہ کوئی ثابت
نہیں کر سکتا کہ والد صاحب کے انتقال کے بعد کبھی میں نے بجز اس خط کے مقدمہ کے
جس کا ذکر کر چکا ہوں کوئی مقدمہ کیا ہو اگر میں مقدمہ کرنے سے بالطبع متنفر نہ ہوتا میں والد صاحب
کے انتقال کے بعد جو پندرہ سال کا عرصہ گذر گیا آزادی سے مقدمات کیا کرتا اور پھر یہ بھی
یاد رہے کہ ان مقدمات کا صاحبوں کے مقدمات پر قیاس کرنا کور باطن آدمیوں کا کام
ہے۔ میں اس بات کو چھپا نہیں سکتا کہ کئی پشت سے میرے خاندان میں زمینداری
چلی آئی ہے اور اب بھی ہے اور زمیندار کو ضرورتاً کبھی مقدمہ کی حاجت پڑتی ہے
گر یہ امر ایک منصف مزاج کی نظر میں جرح کا محل نہیں ٹھہر سکتا۔ حدیثوں کو پڑھو
کہ وہ آخری زمانہ میں آنے والا اور اس زمانہ میں آنے والا کہ جب قریش سے بادشاہی
جاتی رہے گی اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک تفرقہ اور پریشانی میں پڑی ہوئی ہوگی۔
زمیندار ہوگا اور مجھ کو خدا تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ **میں ہوں**۔ احادیث
نبویہ میں صاف لکھا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک حامی دین و ملت پیدا ہوگا اور
اس کی یہ علامت ہوگی کہ وہ حارث ہوگا یعنی زمیندار ہوگا۔

اس جگہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ
اس کو قبول کر لیوے اور اس کی مدد کرے۔ اب سوچو کہ زمیندار ہونا تو میرے
صدق کی ایک علامت ہے نہ جائے جرح اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول
کرنے کے لئے حکم ہے نہ روکنے کے لئے چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

ہاں مقدمہ بازی آپ کے والد صاحب کی جانب سے ہوتو کچھ تعجب نہیں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ انگریزی عملداری میں اکثر سود خواروں کی مختار کاری میں ان کی عمر بسر ہوئی اور جس طرح بن پڑا انہوں نے بعض لوگوں کے مقدمے مختارانہ پیشے گو وہ قانونی طور پر مختار نہ وکیل بلکہ فیل شدہ ہیں؛ گزر بیٹ بھرنے کے لئے سب کچھ کیا لیکن یہ عاجز تو بجز اپنی زمینداری کے مقدمات کے جو ہیں اکثر آپ کے والد صاحب جیسے بلکہ عزت اور لیاقت میں ان سے بڑھ کر مختار بھی کئے ہوئے تھے دوسروں کے مقدمات سے بھی کچھ غرض نہیں رکھتا تھا اور مجھ کو یاد ہے بلکہ آپ کو بھی یاد ہوگا کہ ایک دفعہ آپ کے والد صاحب نے بھی مقام بٹالہ میں حضرت مرزا صاحب مرحوم کی خدمت میں اپنی تمنا ظاہر کی تھی کہ مجھ کو بعض مقدمات کے لئے نوکر رکھا جاوے تا بطور مختار عدالتوں میں جاؤں مگر چونکہ زمینداری مقدمات کی پیروی کی ان میں لیاقت نہیں تھی۔ اس لئے عذر کر دیا گیا تھا۔

قولہ: آپ نے الہامی بیٹا تولد ہونے کی پیشگوئی کی یعنے جھوٹ بولا۔

اقول: آپ اپنے سفلہ پنے سے باز نہیں آتے خدا جانے آپ کس خمیر کے ہیں۔ اس پیشگوئی میں کونسی دروغ کی بات نکلی اگر آپ کا یہ مطلب ہے کہ پیشگوئی کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا اور مر گیا تو کیا آپ یہ ثبوت دے سکتے ہیں کہ کسی الہام میں یہ مضمون صاف تھا کہ وہ موعود لڑکا وہی ہے اگر دے سکتے ہیں تو وہ الہام پیش کریں یاد رہے کہ ایسا کوئی الہام نہیں۔ ہاں اگر میں نے اجتہادی طور پر کہا ہو کہ شاید یہ لڑکا وہی موعود لڑکا ہے تو کیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ الہام غلط نکلا آپ کو معلوم نہیں کہ کبھی ملہم اپنے الہام میں اجتہاد بھی کرتا ہے اور کبھی وہ اجتہاد غلط بھی جاتا ہے مگر اس سے الہام کی وقعت اور عظمت میں فرق نہیں آتا صد ہا مرتبہ ہر ایک کو اتفاق پیش آتا ہے کہ ایک خواب تو سچی ہوتی ہے مگر تعبیر میں غلطی ہو جاتی ہے یہ ہدایت اور یہ معرفت کا دقیقہ تو عام طور پر کم و بیش بیان کیا گیا ہے لیکن ان کے لئے جو آنکھیں رکھتی ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ آج تو آپ نے مجھ پر اعتراض کیا کبھی ایسا نہ ہو کہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض کر دیں اور کہیں کہ آنحضرت نے جس وحی کی تصدیق کے لئے یعنے طواف کی غرض سے دو سو کوس کا سفر اختیار کیا تھا وہ طواف اس سال نہ ہو سکا اور اجتہادی غلطی ثابت ہوئی افسوس کہ فرط تعصب سے

قدمت قولی کی حدیث بھی آپکو بھول گئی ہے مجھے تو آپ کے انجام کا فکر لگا ہوا ہے دیکھیں بلکہ کہاں تک نوبت پہنچتی ہے۔

اور لڑکی کی پیشگوئی تو حق ہے ضرور پوری ہوگی۔ اور آپ جیسے منکروں کو خدا تعالیٰ رسوا کریگا۔ اسے دشمن حق جبکہ تمام پیشگوئیوں کے مجموعی الفاظ یہ ہیں کہ بعض لڑکے فوت بھی ہونگے۔ اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائیگا تو پھر آپ کا اعتراض اس بات پر کھلی کھلی دلیل ہے کہ آپ کا باطن مسخ شدہ ہے۔ یہ تو یہودیوں کے علماء کا آپ نے نقشہ اتار دیا اب آگے دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

قولہ۔ اس سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو شخص بندوں پر جھوٹ بولنے میں دلیر ہو وہ خدا پر جھوٹ بولنے سے کیونکر رک سکتا ہے۔

اقول۔ ان باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی فطرت ان الزامات سے خالی نہیں جن کو آپکے والد صاحب جن کے بعض خطوط آپکی فطرت اور آپ کے اوصاف حمیدہ کے متعلق میرے پاس بھی غالباً کسی بستہ میں پڑے ہوئے ہونگے زبان خود مشہور کر گئے ہیں۔ اسے نیک بخت اول ثابت تو کیا ہوتا کہ فلاں فلاں شخص کے روبرو اس عاجز نے کبھی جھوٹ بولا تھا اپنے التزام صدق کے جو ہم نے نظیریں پیش کی ہیں ان کے مقابل پر پہلا کوئی نظیر پیش کرو تا آپ کا منہ اس لائق ٹھہرے کہ آپ اس شخص کی نکتہ چینی کر سکو جو سخت امتحان کے وقت صادق نکلا۔ اور صدق کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ میں حیران ہوں کہ کونسا جن آپ کے سر پر سوار ہے جو آپکی پردہ دری کرا رہا ہے۔

آخر میں یہ بھی آپ کو یاد رہے کہ یہ آپ کا سراسر افترا ہے کہ الہام کلب یموت علی کلب کو اپنے اوپر وارد کر رہے ہیں۔ میں نے ہرگز کسی کے پاس یہ نہیں کہا کہ اس کا مصداق آپ ہیں اور جو بعض درشت کلمات کی آپ شکایت کرتے ہیں یہ بھی بیجا ہے آپ کی سخت بدزبانیوں کے جواب میں آپ کے کافر ٹھہرانے کے بعد آپ کے دجال اور شیطان اور کذاب کہنے کے بعد اگر ہم نے آپ کی موجودہ حالت کے مناسب آپ کو کچھ حق حق کہہ دیا۔ . . . .

. . . .

تو کیا برا کیا آخر واغلظ علیہم کا بھی تو ایک وقت ہے ۔

آپ کا یہ خیال کہ گویا یہ عاجز براہین احمدیہ کے فروخت میں دس ہزار روپیہ لوگوں سے لیکر خورد برد کر گیا ہے یہ اس شیطان نے آپکو سبق دیا ہے جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا ہے آپ کو کیونکر معلوم ہو گیا کہ میری نیت میں براہین کا طبع کرنا نہیں اگر براہین طبع ہو کر شایع ہو گئی تو اس دن شرم کا تقاضا نہیں ہوگا کہ آپ غرق ہو جائیں ہر یک دیر بدظنی پر مبنی نہیں ہو سکتی اور میں نے تو اشتہار بھی دیدیا تھا کہ ہر ایک مستعجل اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے اور بہت سا روپیہ واپس بھی کر دیا۔ قرآن کریم جس کی حسلق اللہ کو بہت ضرورت تھی اور لوح محفوظ میں قدیم سے جمع تھا تئیس سال میں نازل ہوا اور آپ جیسے بدظنیوں کے مارے ہوئے اعتراض کرتے رہے کہ لولا انزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ ۔

قولہ۔ جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوٰے مشتہر کیا ہے اس دن سے آپ کی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی تصنیف جھوٹ سے خالی نہیں ۔

اقول۔ اے شیخ نامہ سیاہ اس دروغ بے فروغ کے جواب میں کیا کہوں اور کیا لکھوں خداتعالیٰ بہتر کو آپ ہی جواب دیوے کہ اب تو حد سے بڑھ گیا۔ **اے بدقسمت انسان** تو ان بہتانوں کے ساتھ کب تک جیئیگا کب تک تو اس لڑائی میں جو خداتعالیٰ سے لڑ رہا ہے موت سے بچتا رہے گا اگر مجھ کو تونے یا کسی نے اپنی نابینائی سے دروغگو سمجھا تو یہ کچھ نئی بات نہیں آپ کے ہم خصلت ابوجہل اور ابولہب بھی خداتعالیٰ کے نبی صادق کو کذاب جانتے تھے انسان جب فرط تعصب سے اندھا ہو جاتا ہے تو صادق کی ہر ایک بات اس کو کذب ہی معلوم ہوتی ہے لیکن خداتعالیٰ صادق کا انجام بخیر کرتا ہے اور کاذب کے نقش ہستی کو مٹا دیتا ہے۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔

قولہ۔ پھر آپ نے بحث سے گریز کر کے انواع اتہام اور اکاذیب کا اشتہار دیا۔

اقول۔ یہ سب آپ کے دروغ بے فروغ ہیں جو باعث تقاضاء فطرت بے اختیار آپکے منہ سے نکل رہے ہیں ورنہ جو لوگ میری اور آپ کی تحریروں کو غور سے دیکھتے ہیں وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا اتہام اور کذب اور گریز اس عاجز کا خاصہ ہے یا خود آپ ہی کا

چالاکی کی باتیں اگر آپ نہ کریں اور کہیں کہ ایک تو قانون گو شیخ ہو گئے دوسرے پیار حرف پڑھنے کا دماغ میں کیڑا مگر خوب یاد رکھو وہ دن آتا ہے کہ خود خداوند تعالیٰ ظاہر کر دیگا کہ ہم دونوں میں کون کاذب اور مفتری ہے اور خدا کی نظر میں ذلیل اور رسوا ہے اور کس کی خداوند کریم آسمانی تائیدات سے عزت ظاہر کرتا ہے۔ ذرہ صبر کرو اور انجام کو دیکھو۔

قولہ۔ آپ میں رحمت اور ہمدردی کا شمہ اثر بھی ہوتا تو جس وقت میں نے آپ کے دعویٰ مسیحائی سے اپنا خلاف ظاہر کیا تھا۔ آپ فوراً مجھے اپنی جگہ بلاتے۔ یا غریب خانہ پر قدم رنجہ فرماتے۔

اقول:۔ اے حضرت آپکو آنے سے کس نے منع کیا تھا یا میری ڈیوڑھی پر دربان تھے جنہوں نے اندر آنے سے روک دیا پہلے اس سے آپ پوچھ پوچھ کر آیا کرتے تھے آپ کے تو والد صاحب بھی بیماری کی حالت میں بھی بٹالہ سے افتاں خیزاں میرے پاس آجاتے تھے۔ پھر آپ کو نئی روک کونسی پیش آگئی تھی اور جبکہ آپ اپنے ذاتی بخل اور ذاتی حسد اور شیخ نجدی کے خصائل اور کبر اور نخوت کو کسی حالت میں چھوڑنے والے نہیں تھے۔ تو میں آپ کو مکان پر بلا کر کیا ہمدردی اور رحمت کرتا۔ ہاں میں نے آپکے مکان پر بھی جانا خلاف مصلحت سمجھا۔ کیونکہ میں نے آپ کی مزاج میں کبر اور نخوت کا مادہ معلوم کر لیا تھا۔ اور میرے نزدیک یہ قرین مصلحت تھا کہ آپ کو ایک مسہل دیا جائے اور جہاں تک ہو سکے وہ مادہ آپ کے اندر سے باستیفا نکال دیا جائے سو اب تک تو کچھ تخفیف معلوم نہیں ہوتی خدا جانے کس قدر غضب کا مادہ آپکے پیٹ میں بھرا ہوا ہے اور اللہ جلشانہ جانتا ہے کہ میں نے آپ کی بدزبانی پر بہت صبر کیا۔ بہت ستایا گیا اور آپ کو روکے گیا اور اب بھی آپ کی بدگوئی اور تکفیر پر بہرحال صبر کر سکتا ہوں لیکن بعض اوقات بعض اس نیت سے پیرایہ درشتی آپ کی بدگوئی کے مقابل میں اختیار کرتا ہوں کہ تا وہ مادہ خبث کا جو مولویت کے باطل تصور سے آپ کے دل میں جما ہوا ہے اور جن کی طرح آپ کو چمٹا ہوا ہے وہ کسی طرح نکل جائے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ جانتا ہے کہ میں اعلیٰ وجہ البصیرت یقین رکھتا

ہوں کہ آپ صرف استخوان فروش ہیں اور علم اور درایت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ اور ایک غبی اور بلید آدمی ہیں جن کو حقایق اور معارف کے کوچہ کی طرف ذرہ بھی گذر نہیں اور ساتھ اس کے یہ بلا لگی ہوئی ہے کہ ناحق کے تکبر اور نخوت نے آپ کو ہلاک ہی کر دیا ہے جب تک آپ کو اپنی اس جہالت پر اطلاع نہ ہو اور دماغ سے غرور کا کیڑا نہ نکلے تب تک آپ نہ کوئی دنیا کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں نہ دین کی۔ آپ کا بڑا دوست وہ ہوگا جو اس کوشش میں لگا ہے جو آپ کی جہالتیں اور نخوتیں آپ پر ثابت کرے۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کو کس بات پر ناز ہے ؛

شرمناک فطرت کے ساتھ اور اس موٹی سمجھ اور سطحی خیال پر یہ تکبر اور یہ ناز نعوذ باللہ من ھذہ الجہالۃ والحمق وترک الحیاء والسخافۃ والصد عن اللہ۔

اور آپ کا یہ خیال کہ میں نے افساد کے لئے خط بھیجا ہے تا کہ بٹالہ کے مسلمانوں میں پھوٹ پھیلے عزیز من یہ آپ کے فطرتی توہمات ہیں۔ میں نے پھوٹ کے لئے نہیں بلکہ آپ کی حالت زار پر رحم کر کے خط بھیجا تھا تا آپ تحت الثریٰ میں نہ گر جائیں اور قبل از موت حق کو سمجھ لیں۔ مسلمانوں میں تفرقہ اور فتنہ ڈالنا تو آپ ہی کا شیوہ ہے یہی تو آپ کا مذہب اور طریق ہے جس کی وجہ سے آپ نے ایک مسلمان کو کافر ٹھہرایا اور ایمان اعدم جالی قرار دیا اور علماء کو بہکا کے دیگر تکفیر کے فتوے لکھوائے اور اپنے استاد نذیر حسین پر موت کے دنوں کے قریب یہ احسان کیا کہ اس کے منہ سے کلمہ تکفیر کہلوایا اور اس کی پیرانہ سالی کے تقویٰ پر خاک ڈالی۔ آخر بازگشت مردانہ تو نذیر حسین تو ارذل عمر میں مبتلا اور بچوں کی طرح ہوش و حواس سے فارغ تھا یہ آپ ہی نے شاگردی کا حق ادا کیا۔ کہ اس کے اخیر وقت اور لب بام ہونے کی حالت میں ایسی ملکرہ سیاہی اس کا منہ پر مل دی کہ اب غالباً وہ گور میں بھی سیاہی کو لیجائے گا۔ خدا تعالیٰ کی درگاہ خادمی کا گھر نہیں ہے جو شخص مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ اس کو وہی نتائج بھگتنے پڑیں گے۔ جن کا ناحق کے مکفرین کے لئے اس رسول کریم نے وعدہ دے رکھا ہے۔ جو ایسا عدل دوست تھا جس نے ایک چور کی سفارش کے وقت سخت ناراض ہو کر فرمایا تھا کہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائیگا۔ ؛

قولہ۔ اس صورت میں قادیان پہونچ سکتا ہوں کہ مسلمانوں پر آپ کا جھوٹ اور فریب کھولوں۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ آپ میری جان کو نقصان پہونچانے کی کوشش کرینگے۔

اقول:۔ اب آپ کسی حیلہ و بہانہ سے گریز نہیں کرسکتے اب تو دس لعنتیں آپ کی خدمت میں نذر کردی ہیں اور اللہ جل شانہ کی قسم بھی دی ہے۔ کہ آپ آسمانی طریق سے میرے ساتھ صدق اور کذب کا فیصلہ کرلیں۔ اگر آپ مجھ کو جھوٹا سمجھنے میں سچے ہیں۔ تو میری اس بات کو سنتے ہی مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جائیں گے۔ ورنہ ان تمام لعنتوں کو ہضم کر جائیں گے اور کچے اور بیہودہ عذرات سے ٹالدیں گے اور میں آپ کو ہلاک کرنا نہیں چاہتا ایک ہی ہے جو آپ کو درحالت نہ باز آنے کے ہلاک کریگا اور اپنے دین کو آپ کے اس فتنہ سے نجات دے گا۔ اور آپکے قادیان آنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ اگر آپ اللہ اور رسول کے نشان کے موافق آزمائش کے لئے مستعد ہوں تو میں خود بٹالہ اور امرتسر اور لاہور میں آسکتا ہوں۔ تا سیاہ روئے شود ہرکہ دروغش باشد۔

جواب الجواب شیخ بٹالوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد آپ کا رجسٹری شدہ خط مورخہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۳ء کو مجھ کو ملا۔ اگرچہ آپ کا یہ خط جو کذب اور تہمت اور بیجا افتراؤں کا مجموعہ ہے۔ اس لائق نہیں تھا کہ میں اس کا جواب آپ کو لکھتا فقط اعراض کافی تھا لیکن چونکہ آپ نے اپنے خط کے صفحہ دو اور تین میں اس عاجز کی تین پیشگوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیشگوئی پر حصر کر دیا ہے جو نور افشاں ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء اور نیز میرے اشتہار مشتہرہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے۔ اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے تو آپ کو ملہم مان لوں گا اور یہ سمجھوں گا کہ میں نے آپ کے عقاید و تعلیمات کو مخالف حق اور آپکو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں

غلطی تھی اس لئے اس عاجز نے پھر آپ کی حالت پر رحم کرکے آپکو اس الہامی پیشگوئی کے ثبوت
کی طرف توجہ دلانا مناسب سمجھا۔ وہ پیشگوئی جیسا کہ آپ خود اپنے خط میں بیان کر چکے ہیں یہی تھی
کہ اگر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری اپنی بیٹی اس عاجز کو نہ دیوے اور کسی سے نکاح کر دیوے
تو روز نکاح سے تین برس کے اندر فوت ہو جائیگا۔ اس پیشگوئی کی یہ بنیاد نہیں تھی کہ خواہ مخواہ
مرزا احمد بیگ کی درخواست کی گئی تھی۔ بلکہ یہ بنیاد تھی کہ یہ فریق مخالف جن میں سے
مرزا احمد بیگ بھی ایک تھا۔ اس عاجز کے قریبی رشتہ دار مگر دین کے سخت مخالف
تھے ایک ان میں سے عداوت میں اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اللہ جلشانہ اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیتا تھا۔ اور اپنا مذہب دہریہ رکھتا تھا۔ اور نشان کے طلب
کے لئے ایک اشتہار بھی جاری کر چکا تھا۔ اور یہ سب کو مکار خیال کرتے تھے۔ اور
نشان مانگتے تھے اور صوم و صلوٰۃ اور عقاید اسلام پر ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ
نے چاہا کہ ان پر اپنی حجت پوری کرے۔ سو اس نے نشان دکھلانے میں وہ پہلو
اختیار کیا جس کا ان تمام بیدینی قرابتیوں پر اثر پڑتا تھا۔ خدا ترس آدمی سمجھ سکتا ہے۔ کہ موت
اور حیات انسان کے اختیار میں نہیں۔ اور ایسی پیشگوئی جس میں ایک شخص کی موت
کو اس کی بیٹی کے نکاح کے ساتھ جو غیر سے ہو وابستہ کر دیا گیا اور موت کی حد مقرر کر دی
گئی۔ انسان کا کام نہیں ہے۔ چونکہ یہ الہامی پیشگوئی صاف بیان کر رہی تھی کہ مرزا احمد بیگ
کی موت اور حیات اس کی لڑکی کے نکاح سے وابستہ ہے اس لئے پانچ برس تک
یعنی جب تک اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ نہیں کیا گیا مرزا احمد بیگ زندہ رہا اور
۷ راپریل ۱۸۹۲ء میں احمد بیگ نے اس لڑکی کا ایک جگہ نکاح کر دیا۔ اور بموجب پیشگوئی
کے تین برس کے اندر یعنے نکاح کے چھٹے مہینہ میں جو ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء تھی فوت ہو گیا
اور اسی اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگرچہ روز نکاح سے موت کی تاریخ تین برس تک
بتلائی گئی ہے مگر دوسرے کشف سے معلوم ہوا کہ کچھ بہت عرصہ نہیں گذرے گا
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نکاح اور موت میں صرف چار مہینہ بلکہ اس سے کم فاصلہ رہا
یعنی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ ۷ راپریل ۱۸۹۲ء میں نکاح ہوا۔ اور ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء
کو مرزا احمد بیگ اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا اب ذرا خدا سے ڈر کر کہیں کہ یہ

پیشگوئی پوری ہوگئی یا نہیں اور اگر آپ کے دل کو یہ دھوکہ ہو کہ کیونکر یقین ہو کہ یہ الہامی پیشگوئی ہے کیوں جائز نہیں کہ دوسرے وسائل نجوم و رمل و جفر سے ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ منجموں کی اس طور کی پیشگوئی نہیں ہوا کرتی جس میں اپنے ذاتی فائدہ کے لحاظ سے اس طور کی شرطیں ہوں کہ اگر فلاں شخص ہمیں بیٹی دیگا تو زندہ رہیگا ورنہ نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ بہت جلد مرجائے گا اگر دنیا میں کسی منجم یا رمال کی اس قسم کی پیشگوئی ظہور میں آئی ہے تو اس کے ثبوت کے ساتھ پیش کریں علاوہ اس کے اس پیشگوئی کے ساتھ اشتہار میں ایک دعویٰ پیش کیا گیا ہے یعنی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الہیہ سے مشرف ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیشگوئی ہے۔ اب اگرچہ آپ کچھ بھی اللہ جل شانہ کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی پیشگوئی جو منجانب اللہ ہونے کے لئے بطور ثبوت پیش کی گئی ہے اسی حالت میں سچی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز منجانب اللہ ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ایک مفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعوی کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز سچی نہیں کر سکتا وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکا لگتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ خود مدعی صادق کے لئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم۔ اور فرمایا و لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضےٰ من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔ پس اس پیشگوئی کے الہامی ہونے کے لئے ایک مسلمان کے لئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعوے کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی گئی اور خدا تعالےٰ نے اس کو سچی کرکے دکھلا دیا اور اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل مفتری ہو اور سراسر دروغگوئی سے کہے کہ میں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدد وقت اور مسیح موعود ہوں۔ اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دیگا اور کسی دوسرے سے نکاح کر دیگا تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائیگا۔ اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو برائے خدا اس کی نظیر پیش کرو ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اس انکار اور تکذیب اور تکفیر سے پوچھے جاؤ گے خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب سو جگر دیکھو کہ اس کے یہی معنے ہیں جو شخص اپنے

دعوے میں کاذب ہو اس کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ شیخ صاحب اب وقت ہے سمجھ
جاؤ اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی حیلہ پیش نہیں جائے گی اور اگر کوئی نجومی یا رمال
یا جفری اس عاجز کی طرح دعوے کر کے کوئی پیشگوئی دکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور
چند اخباروں میں درج کرادو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہیں کر سکو گے اور نجومی ہلاک ہوگا خدا تعالی
تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بناتا تو اس کی رگ جان قطع کیجاتی
پھر یہ کیونکر ہو کر بجائے رگ جان قطع کی جانے کے اللہ جل شانہ اس عاجز کو جو آپ کی نظر میں
کافر مفتری دجال کذاب ہے دشمنوں کے مقابل پر یہ عزت دی کہ تائید دعوے میں پیشگوئی
پوری کرے کبھی دنیا میں یہ ہوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالے نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ
برس سے خدا تعالی پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر
نازل ہوتی ہے اور خدا تعالے نے اس کی رگ جان نہ کاٹے بلکہ اس کی پیشگوئیوں کو پورا
کر کے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کردے اور آپ کی کوشش
کا یہ نتیجہ ہو کہ آپ کے تکفیر سے پہلے تو کل ۷۵ آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں اور
بعد آپ کی تکفیر اور جانکاہی کے رو گئے کے تین سو ستائیس ۳۲۷ احباب اور مخلص جلسہ
اشاعت حق پر دوڑے آویں۔ اب اس سے کیا لکھوں۔ میں اس خط کو انشاء اللہ
چھاپ کر شایع کر دوں گا۔ اور مجھے اسباب کی ضرورت نہیں کہ اس الہامی پیشگوئی
کی آزمائش کے لئے بٹالہ میں کوئی مجلس مقرر کرو مناسب ہے کہ آپ بھی اپنے اشاعۃ السنہ
میں میرے اس خط کو شایع کر دیں اور یہ بات بھی ساتھ لکھ دیں کہ اب آپ کو
قبول کرنے میں کیا عذر ہے جو منصف لوگ دیکھ لیں گے کہ وہ عذر صحیح یا غلط ہے

مگر یہ کہ اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے کہ میں اپنے دعوی میں صادق ہوں نہ مفتری
ہوں نہ دجال نہ کذاب اس زمانہ میں کذاب اور دجال اور مفتری پہلے اس سے کچھ
نہیں تھے تا خدا تعالی صدی کے سر پر بھی بجائے ایک مجدد کے جو اس کی طرف سے
مبعوث ہو ایک دجال کو قائم کر کے اور بھی فتنہ اور فساد ڈالدیتا ہے۔ مگر جو لوگ سچائی کو
نہ سمجھیں اور حقیقت کو دریافت نہ کریں اور تکفیر کی طرف دوڑیں۔ میں ان کا کیا کروں۔ میں
اس بیمار دار کی طرح جو اپنے عزیز بیمار کے غم میں مبتلا ہوتا ہے اس ناشناس قوم کے لئے

سخت اندوہ گین ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے قادر ذوالجلال خدا ہمارے ہادی و رہنما ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ ان کو بصیرت بخش اور آپ ان کے دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش۔ اور یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں خطا نہیں جائیں گی۔ کیونکہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کی طرف بلاتا ہوں یہ سچ ہے اگر میں اس کی طرف سے نہیں ہوں اور ایک مفتری ہوں تو بڑے عذاب سے مجھ کو ہلاک کرے گا۔ کیونکہ وہ مفتری کو وہ عزت نہیں دیتا کہ جو صادق کو دی جاتی ہے۔ میں نے جو ایک پیشگوئی جس پر آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا آپ کی خدمت میں پیش کی ہے یہی میرے صدق اور کذب کی شناخت کے لئے کافی شہادت ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ کذاب اور مفتری کی مدد کرے۔ لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے متعلق دو پیشگوئی اور ہیں۔ جن میں اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء میں شائع کر چکا ہوں جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری طرف رد کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھیں کہ نہ کوئی انسان اپنی حیات پر اعتماد کر سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعوے کر سکتا ہے کہ وہ فلاں وقت تک زندہ رہے گا یا فلاں وقت تک مر جائیگا مگر میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں **اول** نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا **دوم** نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا **سوم** پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا مرنا جو تین برس تک نہیں پہونچے گا **چہارم** اس کے خاوند کا اڑہائی برس کے عرصہ تک مر جانا **پنجم** اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا **ششم** پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔ اب آپ ایماناً کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیشگوئی سچ ہو سکتی ہے جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۳۰ر ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہو گئی آپ کا دل نہیں ٹھہرتا تو آپ اشاعۃ السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دیدیں کہ اگر یہ دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہو گئیں تو اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کر دوں گا اور دعوے میں سچا سمجھ لوں گا اور اس کے خدا تعالیٰ سے ڈر کر یہ بھی اقرار کریں کہ ایک تو ان میں سے پوری ہو گئی اور اگر اس پیشگوئی کے پورا ہو جانے

کا آپ کے دل میں زیادہ اثر نہ ہو تو اس قدر تو ضرور چاہیئے کہ جب تک آخر ظاہر نہ ہو کف لسان
اختیار کریں جب ایک پیشگوئی پوری ہو گئی تو اس کی کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر چاہیئے آپ تو
میری ہلاکت کے منتظر اور میری رسوائی کے دنوں کے انتظار میں ہیں اور خدا تعالیٰ میرے
دعوے کی سچائی پر نشان ظاہر کرتا ہے اگر آپ اب بھی نہ مانیں تو میرا آپ پر زور ہی کیا ہے۔ لیکن
یاد رکھیں کہ انسان اپنے اوائل ایام انکار میں باعث کسی اشتباہ کے معذور ٹھہر سکتا ہے لیکن
نشان دیکھنے پر ہرگز معذور نہیں ٹھہر سکتا۔ کیا یہ پیشگوئی جو پوری ہو گئی کوئی ایسا اتفاقی
امر ہے جس کی خدا تعالیٰ کو کچھ بھی خبر نہیں کیا بغیر اس کے علم اور ارادہ کے ایک دجال
کی تائید میں خود بخود یہ پیشگوئی وقوع میں آگئی کیا یہ سچ نہیں کہ مدعی کاذب کی پیشگوئی ہرگز
پوری نہیں ہوتی یہی قرآن کی تعلیم ہے اور یہی توریت کی اگر آپ میں انصاف کا کچھ حصہ
ہے اور تقویٰ کا کچھ ذرہ ہے تو اب زبان کو بند کر لیں خدا تعالیٰ کا غضب آپ کے غضب سے
بہت بڑا ہے ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و امنتم والسلام علی من اتبع
الہدیٰ و ما استکبر و ما ابیٰ ٭

عاجز

غلام احمد عفی اللہ عنہ ٭

کاتب سلطان لودھانوی احمدی